

ارکادی
گیدار

تیمور کی ٹولی



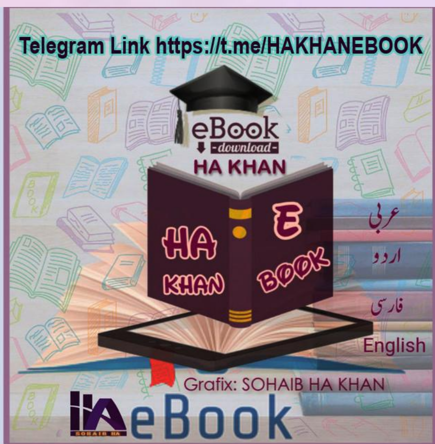


آرکادی گیدار

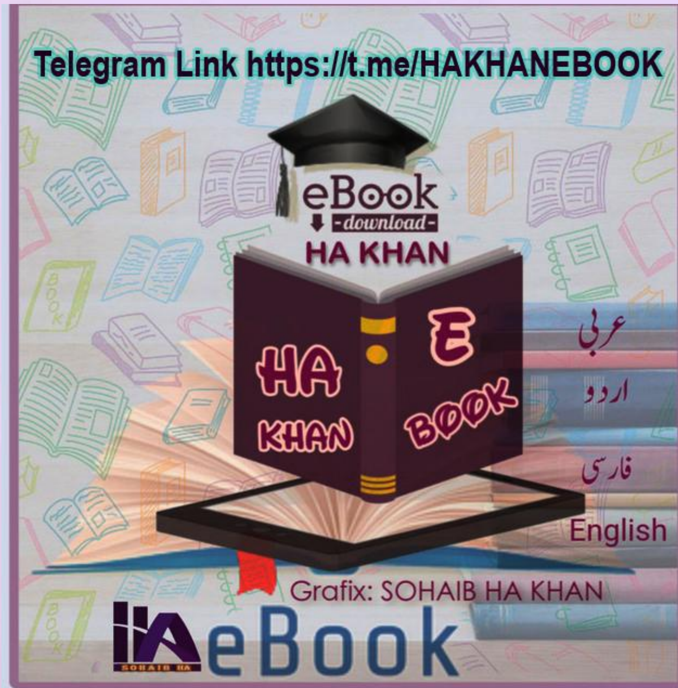
تیمور کی ٹولی

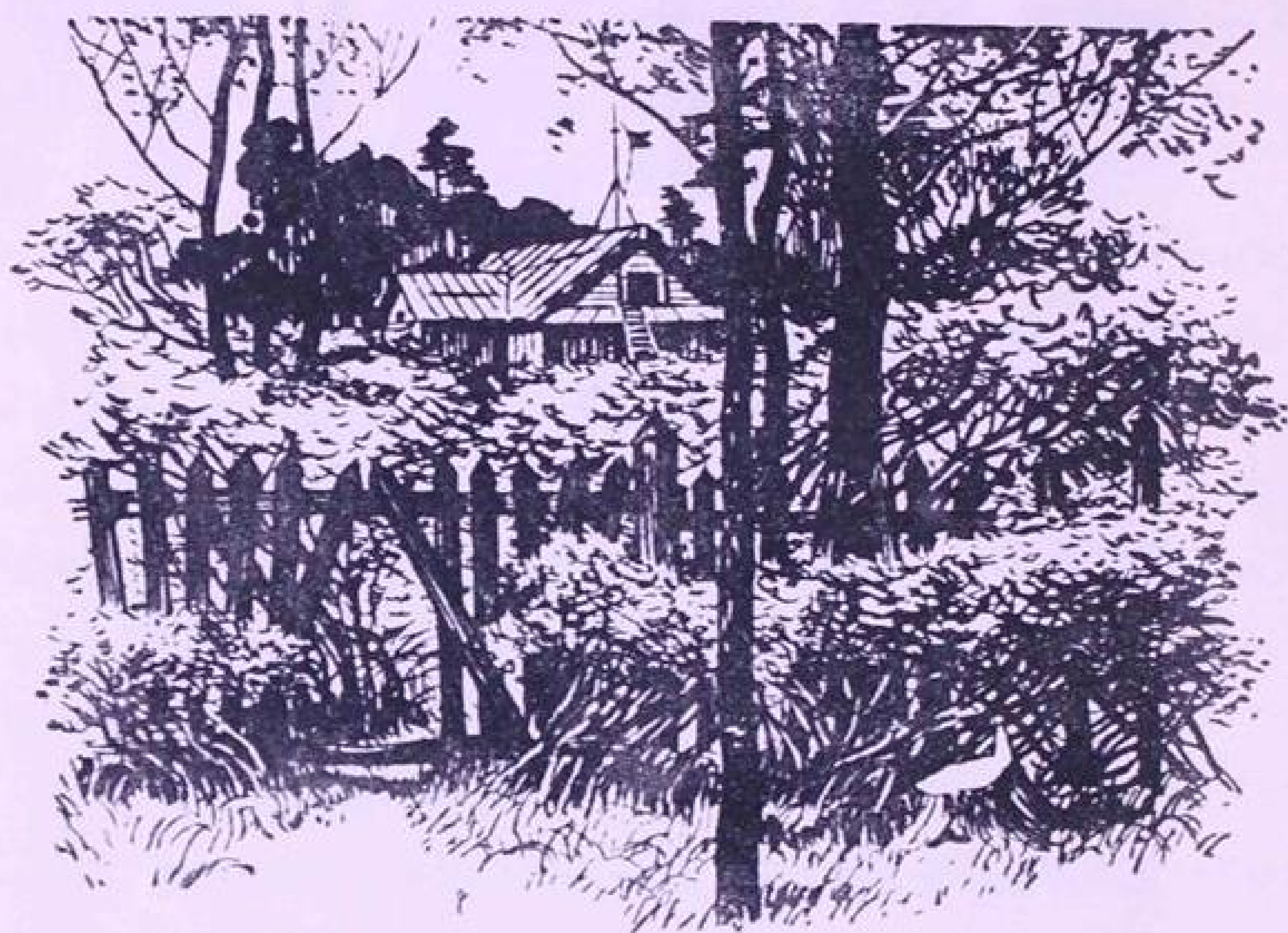


بدیسی زبانوں کا اشاعت گھر
ماسکو



ترجمہ : صابرہ زیدی
ڈیزائین : سوریکوف





کرنل الکساندروف کو جو ایک زرہ‌بند دستے کے کماندار تھے گھر سے گئے ہوئے تین مہینے ہو چکے تھے — غالباً وہ لڑائی کے محاذ پر تھے* — موسم گرما کے وسط میں انھوں نے اپنے گھر ایک تار بھیجا جس میں اپنی بیٹیوں اولگا اور ژینیا کو یہ رائے دی کہ وہ اپنی چھٹیوں کا باقی حصہ ماسکو کے قریب گاؤں میں گزاریں —

---

* ۱۹۳۹ء کے موسم گرما میں روس کے مشرقی کونے میں خالہن گول کے مقام پر جو جنگ ہو رہی تھی یہ اس کی طرف اشارہ ہے جب جاپانی جنگ بازوں نے منگولیائی عوامی جمہوریت پر حملہ کر دیا تھا اور سرخ فوج اس کی مدد کو آئی تھی — (مترجم)

ژینیا نے اپنے سر پر بندھا ہوا چھینٹ کا رومال اور پیچھے سرکا لیا اور اپنی جھاڑو کا سہارا لے کر کھڑی ہو گئی — اس کی تیوری پر بل پڑ گئے تھے — اولگا کہنے لگی :

''میں سامان لے کر جا رہی ہوں — تم فلیٹ صاف کر لینا — تیوری چڑھانے اور ہونٹ کاٹنے سے کوئی فائدہ نہیں — اور ہاں دروازے میں قفل لگانا مت بھولنا — کتابیں لائبریری میں لوٹا دینا — اپنی سہیلیوں کے گھر مت جانا، سیدھی اسٹیشن پر ہی جانا — اور جب وہاں پہنچو تو ابا کو یہ تار بھیج دینا — اس کے بعد ریل میں بیٹھ کر گاؤں چلی آنا — ژینیا تمہیں میرا کہنا ماننا چاہئے — آخر تو میں تمہاری بہن ہی ہوں...''

''اور میں تمہاری —''

''ٹھیک ہے — لیکن میر تم سے بڑی ہوں — اور اس کے علاوہ یہ ابا کا حکم ہے —''

جب لاری شور مچاتی ہوئی احاطے سے باہر نکل گئی تو ژینیا نے ایک ٹھنڈا سانس بھرا اور کمرے پر ایک نظر دوڑائی — ہر طرف بے ترتیبی چھائی ہوئی تھی — وہ گردآلود آئینے کے پاس گئی جس میں سامنے کی دیوار پر لگی ہوئی اس کے باپ کی تصویر کا عکس نظر آ رہا تھا —

خیر ! اولگا بڑی ہو تو ہوا کرے اور اس کا کہنا ماننا ہے تو یہی سہی لیکن اس کی، ژینیا کی، ناک اور بھویں اور دھن سب اپنے باپ سے ملتے ہوئے ہیں — اور غالباً اس کا کردار بھی اپنے باپ ہی کا سا ہوگا —

اس نے اپنے سر کے رومال کی گرہ مضبوط کی، اپنے چپلوں کو دور پھینکا اور ایک جھاڑن اٹھا لیا — پھر اس نے میزپوش اتار پھینکا، نل کے نیچے بالٹی رکھ دی اور جھاڑو ہاتھ میں لے کر کوڑے کا ایک ڈھیر سمیٹ کر دروازے تک پہنچا دیا —

تھوڑی ہی دیر کے اندر اسٹوو میں سے آوازیں نکلنے لگیں۔ فرش پر پانی کے دریا بہنے لگے اور جست کی ٹب میں صابن کے جھاگ سرسرانے لگے — اور باہر سڑک پر راہ گیر اس چھوٹی سی ننگے پاؤں اور سرخ فراک والی لڑکی کو حیرت سے منہ کھولے دیکھ رہے تھے جو بےخوفی سے تیسری منزل کی کھڑکی کی کگر پر کھڑی، چوپٹ کھلی ہوئی کھڑکی کو صاف کر رہی تھی —

* * *

لاری چوڑی سڑک پر، جسے دھوپ نے روشن کر رکھا تھا، دوڑتی چلی جا رہی تھی — اولگا سامان کے اوپر بید کی آرام کرسی پر بیٹھی تھی — اس کے پاؤں ایک سوٹ کیس پر رکھے تھے اور وہ خود ایک نرم سے بنڈل کا سہارا لئے ہوئے تھی — اس کی گود میں ایک سرخی مائل بھورا بلی کا بچہ ناج بوٹیوں کے ایک گچھے سے کھیل رہا تھا —

وہ کوئی بیس میل چلے ہوں گے کہ سرخ سپاہیوں کا ایک موٹر سوار دستہ ان کے قریب سے ہوتا ہوا نکل گیا — سپاہی لکڑی کے بنچوں پر قطار باندھے بیٹھے تھے، ان کی رائفلوں کی نالیں آسمان کی طرف اٹھی ہوئی تھیں اور وہ سب ساتھ مل کر گا رہے تھے —

گانے کی آواز پر مکانوں کی کھڑکیاں اور دروازے چوپٹ کھول دئے گئے — ہنستے ہوئے بچے پھاٹکوں کے اندر اور باڑوں کے اوپر سے لڑھکتے لڑھکاتے نکل پڑے — انہوں نے ہاتھ ہلا ہلا کر سپاہیوں کو خوش آمدید کہا اور ان کی طرف ادھ پکے سیب پھینکے — اس کے بعد فوراً ہی وہ سپاہی سپاہی کھیلنے لگے اور گھوڑسواروں کی طرح تیز تیز حملے کر کے گھاس اور بچھو بوٹیوں کو کاٹنے لگے —

لاری ایک چھوٹی سی دیہاتی سڑک پر مڑی اور ایک چھوٹے سے دیہاتی مکان کے دروازے کے سامنے آ کر رک گئی — مکان کی دیواروں پر عشق پیچاں کی بیلیں چڑھی ہوئی تھیں —

ڈرائیور اور اس کے مددگار نے لاری کے پٹ کھول دئے اور سامان اتارنے لگے — اولگا بھی لاری سے اتر پڑی — اس نے بڑھ کر شیشے کی دیواروں والی برساتی کے کواڑ کھولے —

یہاں سے ایک بڑا سا باغ نظر آ رہا تھا جو معلوم ہوتا تھا بغیر کسی قسم کی دیکھ بھال کے چھوڑ دیا گیا ہے — باغ کے آخری سرے پر ایک ٹوٹا پھوٹا سا دو منزلہ کھلیان بنا ہوا تھا جس کے اوپر ایک ننھا منا لال جھنڈا اہرا رہا تھا —

جب اولگا دوبارہ لاری کے پاس آئی تو پڑوس کی ایک چاق و چوبند سی بڑی بی جو دودھ بیچتی تھیں اس کے پہلو میں آ کھڑی ہوئیں — انہوں نے مکان کا فرش اور کھڑکیاں دھونے کے لئے اپنی خدمات پیش کیں —

جس وقت پڑوسن جھاڑن اور بالٹیوں میں مصروف تھیں تو اولگا نے اپنے بلی کے بچے کو گود میں لیا اور ٹہلتی ہوئی باغ میں نکل آئی —

چیری کے درختوں کے تنوں پر، جنہیں چڑیوں نے کتر رکھا تھا، رال کے گرم گرم قطرے چمک رہے تھے — فضا میں بیریوں، ڈیزی کے پھولوں اور جڑی بوٹیوں کی تیز خوشبو بسی ہوئی تھی — کھلیان کی کائی جمی ہوئی چھت میں بہت سے سوراخ ہو رہے تھے اور ان سوراخوں میں سے تنے ہوئے تار باہر نکل کر قریب کے درختوں کے پتوں تک پہنچ رہے تھے —

اولگا اخروٹ کے کنج سے ہوتی اور اپنے چہرے پر سے مکڑی کے جالے پونچھتی ہوئی آگے بڑھی —

اس کا کیا مطلب ہے؟ کھلیان کی چھت کے اوپر ایک بانس کے سرے پر لگا ہوا لال جھنڈا دیکھتے ہی دیکھتے وہاں سے غائب ہو گیا —

اتنے میں اولگا کو گھبرائی گھبرائی کھس پھس سنائی دی — اچانک کھلیان کے بائیں طرف کی کھڑکی سے ٹکی ہوئی سیڑھی الٹ گئی اور جب وہ زمین پر گری تو اس کی وجہ سے کئی سوکھی ٹہنیاں ٹوٹ گئیں اور گوکھرو کی جھاڑیاں کچل کر رہ گئیں —

پھر یکبارگی چھت میں سے نکلے ہوئے تنے ہوئے تار تھرتھرانے لگے — سہما ہوا بلی کا بچہ اولگا کے ہاتھ نوچنے لگا اور پھر اچھل کر بچھوبوٹی کی جھاڑیوں میں قلابازی لگا گیا — اولگا یہ سب دیکھ کر اچنبھے میں پڑ گئی، اس کے قدم ایکدم رک گئے، اس نے چاروں طرف نظر دوڑائی اور غور سے سننے لگی — لیکن نہ تو باڑ کے اس پار گھنی شاخوں کے درمیان اسے کچھ نظر آیا اور نہ ہی وہ کھلیان کی تاریک کھڑکی کے پیچھے کچھ دیکھ سکی —

وہ واپس برساتی میں چلی آئی —

''یہ لونڈے ہیں جو لوگوں کے باغوں میں شرارتیں کر رہے ہیں،، دودھ‌والی نے اولگا کو بتایا — ''کل انہوں نے ہماری پڑوسن کے باغ میں دو درختوں سے سارے سیب گرا دئے اور ایک ناسپاتی کے درخت کی ٹہنیاں بھی توڑ ڈالیں — یہ بڑے ہی خراب لونڈے ہیں — غنڈے ہیں بالکل — بیٹی، ابھی میں نے اپنے بیٹے کو فوج کے لئے رخصت کیا ہے — اس نے جاتے ہوئے شراب کا ایک قطرہ بھی نہیں چکھا — 'خدا حافظ اماں، میرے چاند نے کہا اور سیٹی بجاتا ہوا رخصت ہو گیا — شام ہوتے میرا دل بےکل ہونے لگا سو میں خوب جی بھر کر روئی — رات کو میری آنکھ کھل گئی، مجھے ایسا لگا جیسے کوئی باہر احاطے میں دبے پاؤں پھر رہا ہو — میں نے دل میں کہا 'اب تو اس اتنی بڑی دنیا میں میں بالکل اکیلی جان ہوں، کوئی ایک آدمی بھی ایسا نہیں ہے جو میرا ساتھ دے... مجھ جیسی بڑھیا کو ختم کرنے میں بھلا کیا لگتا ہے، سر پر ایک اینٹ مار دو —— اور ختم! مگر خدا نے میرے اوپر دیا کی اور میری کوئی چیز چوری نہیں

گئی — وہ لوگ کچھ دیر ادھر ادھر پھرے اور چل دئیے — میرے احاطے میں ایک پیپا رکھا تھا — شاہ بلوط کی لکڑی کا ہے وہ، اتنا بھاری ہے کہ اسے دو آدمی مل کر بھی مشکل ہی سے سرکا سکتے ھیں — مگر یہ پیپا پورے بیس گز پھاٹک کی طرف سرکا دیا گیا تھا اور بس — خدا ہی جانے وہ کون لوگ تھے اور کیا چاہتے تھے —،،

* * *

جھٹ پٹے وقت، جب گھر کی صفائی مکمل ہو چکی تو اولگا باہر برساتی میں گئی اور بڑی احتیاط سے چمڑے کے کیس میں سے ایک سفید اکارڈین نکالا جس پر سچے موتیوں کی جڑائی تھی — یہ اس کے باپ کا سالگرہ کا تحفہ تھا —

اس نے اکارڈین کو گھٹنوں پر رکھ لیا، تسمہ اپنے کندھے پر باندھ لیا اور ایک گیت کی دھن نکالنے لگی — یہ گیت اس نے حال ہی میں سنا تھا:

اوہ! کاش میں تمہیں ایک بار اور دیکھ سکوں!
ایک بار پھر تمہاری آنکھوں میں جھانک سکوں!
اوہ! کاش میں تمہیں ایک بار اور دیکھ سکوں!
یا دو بار... یا تین بار...
لیکن تم جو تیز رفتار ہوائی جہاز پر اڑے چلے جا رہے ہو،
تم کیا جانو انتظار کا دکھ کتنا شدید ہوتا ہے،
روز و شب انتظار کی گھڑیاں کاٹنا —
آہ!
ہوابازو، بمبارو!
آسمانوں کی بلندیاں چھونے والو بہادرو!
دور فضاؤں میں پرواز کرنے والے سورماؤ!

تم لوٹ کر کب آؤ گے؟
خیر کچھہ دیر بھی لگا لو،
پر کبھی نہ کبھی واپس ضرور ہی آؤ۔

گاتے گاتے اولگا کبھی کبھی باڑ کے قریب جھاڑیوں کے کنج کی طرف محتاط نگاہیں بھی ڈالتی جاتی تھی۔

پھر وہ یکبارگی اٹھہ کھڑی ہوئی اور جھاڑیوں کی طرف منہ کر کے زور سے بولی:

''بات سنو! تم وہاں کیوں چھپے ہوئے ہو اور کیا چاہتے ہو؟،،

سفید فلالین کے سوٹ میں ملبوس ایک شخص جھاڑیوں کے پیچھے سے نکلا۔ اس نے اپنا سر ذرا خم کیا اور بڑے اخلاق سے جواب دیا:

''میں چھپا ہوا نہیں ہوں۔ میں خود تھوڑا بہت گانا جانتا ہوں۔ لیکن آپ کے گانے بجانے میں خلل نہیں ڈالنا چاہتا تھا اس لئے کھڑا ہو کر سننے لگا۔،،

''لیکن آپ نہایت آسانی سے سڑک پر کھڑے ہو کر سن سکتے تھے۔ باڑ پھلانگ کر آنے کے کیا معنی؟،،

''کون میں؟ میں نے باڑ پھلانگی؟،، صاف معلوم ہوتا تھا کہ اس آدمی کو یہ بات ناگوار گزری ہے۔ ''معاف کیجئے میں کوئی بلا تو ہوں نہیں۔ ادھر کونے میں باڑ کچھہ ٹوٹی ہوئی ہے، میں اسی کے اندر سے سکڑ سکڑا کر نکل آیا۔،،

''اچھا، یہ بات ہے،، اولگا نے مسکرا کر کہا۔ ''خیر وہ رہا پھاٹک، مہربانی کر کے اس میں سے پھر سکڑ سکڑا کر سڑک پر واپس تشریف لے جائیے۔،،

اس شخص نے حکم کی تعمیل کی۔ ایک لفظ کہے بغیر وہ پھاٹک کی طرف گیا اور اس میں سے گزرنے کے بعد کھٹ سے اسے بند کر دیا۔ یہ بات اولگا کو اچھی لگی۔

''ایک منٹ ٹھیرئیے،، اس نے سیڑھیوں سے اترتے ہوئے پکارا۔ ''آپ نے کہا تھا کہ آپ گویے ہیں؟،،

''نہیں،، اس نے جواب دیا۔ ''میں انجنیر ہوں، مگر اپنے فرصت کے اوقات میں میں اپنے کارخانے کی 'اوپیرا، کی ٹولی میں بھی کام کرتا ہوں۔،،

''سنئے ذرا،، اولگا نے یکبارگی لاپروائی کے انداز میں تجویز پیش کی۔ ''کیا آپ اسٹیشن تک میرے ساتھ جا سکتے ہیں؟ مجھے اپنی چھوٹی بہن کا انتظار ہے۔ اب خاصی رات ہو چلی ہے اور بالکل اندھیرا چھا چکا ہے مگر اس کا کہیں اتہ پتہ نہیں۔ میں ڈرتی نہیں لیکن مجھے یہاں کے راستے معلوم نہیں ہیں۔ آپ پھاٹک کیوں کھول رہے ہیں؟ باڑ کے پاس میرا انتظار کیجئے۔،،

اس نے اکارڈین اندر رکھا، جلدی سے شال اوڑھی اور باہر تاریک سڑک پر نکل آئی جو شبنم اور پھولوں کی خوشبو سے معطر تھی۔

* * *

اولگا نے راستے بھر اپنے ساتھی سے مشکل ہی سے کوئی بات کی ہوگی کیونکہ اس کو ژینیا پر غصہ آ رہا تھا۔ اس کے ساتھی نے بتایا کہ اس کا نام گیورگی گرائیف ہے اور وہ موٹروں کے کارخانے میں انجنیر کا کام کرتا ہے۔

دو ریلیں گزر گئیں اور ژینیا کا کہیں پتہ نہ تھا۔ پھر تیسری اور آخری ٹرین آئی اور گزر گئی۔

''یہ شیطان بچی مجھے بڑا پریشان کرتی ہے!،، اولگا چلائی۔ ''اگر میں چالیس برس کی ہوتی، یا کم از کم تیس سال ہی کی ہوتی تو بات ہی اور ہوتی۔ مگر میں اٹھارہ سال کی ہوں اور وہ تیرہ کی، سو وہ میرا ذرا بھی رعب نہیں مانتی۔،،

''چالیس سالہ عورت ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے!،، گیورگی نے زور دیتے ہوئے کہا۔ ''اٹھارہ سال کی عمر ہی زیادہ اچھی ہے! اور پریشانی کی کوئی بات نہیں ہے۔ آپ کی بہن کل صبح آ جائے گی۔،،

اس وقت تک پلیٹ فارم خالی ہو چکا تھا۔ گیورگی نے اپنا سگرٹ کیس نکالا تو فوراً ہی دو کم عمر لڑکے اترائے ہوئے، سینہ تانے اس کے نزدیک آئے اور اپنے سگرٹ نکال کر انہیں سلگوانے کے انتظار میں کھڑے ہو گئے۔ ان دونوں کے چہروں سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ کچھ جھگڑالو قسم کے ہیں۔

''لڑکے!،، گیورگی نے ایک دیاسلائی سلگا کر اسے بڑے لڑکے کے چہرے کے قریب لے جا کر کہا۔ ''اپنا سگرٹ لے کر میرے پاس آنے سے پہلے تمہیں اپنا تعارف کرانا چاہئے۔ ویسے مجھے پہلے ہی تمہاری ملاقات کی عزت حاصل ہو چکی ہے —— جب تم پارک میں بے حد محنت کے ساتھ ایک نئی باڑ کا تختہ اکھاڑنے میں مصروف تھے۔ تمہارا نام میخائل کواکین ہے نا؟،،

لڑکے نے ناک سڑکی اور پیچھے ہٹ گیا۔ گیورگی نے دیاسلائی بجھا دی اور اولگا کو گھر تک پہنچانے کے لئے اپنا بازو پیش کیا۔

جب وہ دونوں اتنی دور چلے گئے کہ انہیں کچھ سنائی نہیں دے سکتا تھا تو دوسرے لڑکے نے اپنے میلے سگرٹ کا ٹکڑا کان کے پیچھے ٹھونسا اور کھینچ کھینچ کر بولنے لگا:

''یہ پرچارک کدھر سے آن ٹپکا؟ یہیں کہیں آس پاس کا رہنے والا ہے؟،،

''ہوں،، کواکین نے تلخی سے کہا۔ ''یہ تیمور گرائیف کا

چچا ہے — ہمیں تیمور کو پکڑکے اس کی ٹھکائی کرنا چاہئے — اس نے اپنی ایک ٹولی بنا لی ہے اور لگتا ہے کہ وہ لوگ ہمارے اوپر دھاوا بولنے والے ہیں —،،

اسی وقت لڑکوں کی نظر ایک سنجیدہ بوڑھے شخص پر پڑی جو پلیٹ فارم کے نکڑ پر لگے ہوئے بجلی کے کھمبے کے پاس سے گزر رہا تھا — وہ اپنی چھڑی کا سہارا لئے ہوئے سیڑھیوں سے اترا —

یہ ڈاکٹر کلاکول چیکوف تھا، اسی جگہ کا رہنےوالا — دونوں لڑکے دوڑکر اس کے پاس پہنچے اور زور زور سے اس سے دیاسلائی مانگنے لگے — بوڑھے شخص کو ان کے تیور اور اطوار کچھ اچھے نہیں لگے اس لئے وہ مڑا اور اپنی گانٹھوں دار چھڑی ان کی طرف پھٹکارنے لگا — پھر اس نے اپنی راہ لی —

* * *

ژینیا کو ماسکو اسٹیشن پر اپنے باپ کو تار دینے کا موقع نہیں ملا تھا، چنانچہ جب وہ ٹرین سے اتری تو اس نے سوچا کہ پہلے مقامی ڈاک خانہ تلاش کرنا چاہئے —

وہ نیلے پھول جمع کرتی، گل گشت کرتی ایک پرانے پارک سے گزری اور اس نے غور ہی نہیں کیا کہ وہ کس طرح ایک چوراہے پر آ پہنچی ہے جس کے چاروں طرف باغ ہیں — اس جگہ کے سناٹے سے اسے اندازہ ہوا کہ وہ راستہ بھول گئی ہے —

اسے ایک ننھی سی تیز اور چونچال لڑکی دکھائی دی جو ایک ضدی بکری کے سینگ پکڑکر کھینچ رہی تھی اور اس کو بری طرح ڈانٹ ڈپٹ رہی تھی —

''بچی مہربانی سے مجھے ڈاک خانے کا راستہ بتا دو،، ژینیا نے پکارکر اس سے کہا —

لیکن ٹھیک اسی لمحے بکری نے ایک جھٹکے کے ساتھ خود

کو آزاد کر لیا اور پارک میں سرپٹ بھاگنے لگی — اور روتی جھینکتی لڑکی اسی قدر تیزی سے اس کے پیچھے بھاگی — ژینیا نے چاروں طرف نظریں دوڑائیں — رات کی سیاھی پھیل گئی تھی اور دور دور کسی آدمی یا آدم‌زاد کا نام و نشان نہ تھا — اس نے یوں ھی ایک پھاٹک کھولا اور روش پر سے ھوتی ھوئی ایک بھورے دو منزلہ مکان کی برساتی میں داخل ھو گئی —

''مہربانی سے مجھے ڈاک خانے کا راستہ بتا دیجئے!،، اس نے بند دروازے کے سامنے کھڑے ھوکر بلند آواز لیکن بہت شائستہ لہجے میں کہا —

کوئی جواب نہیں ملا — وہ کچھ دیر تو وھاں کھڑی کچھ سوچتی رھی — پھر اس نے دروازہ کھولا اور گیلری میں داخل ھوئی اور وھاں سے ایک کمرے کے اندر گئی — معلوم ھوتا تھا گھر پر کوئی نہیں ھے — ژینیا کو گھبراھٹ سی ھونے لگی اور وہ باھر جانے کے لئے مڑی ھی تھی کہ عین اسی وقت میز کے نیچے سے ایک بڑا سا بھورے رنگ کا کتا خاموشی سے نمودار ھو گیا اور ژینیا وھیں کی وھیں کھڑی رہ گئی — کئی منٹ تک کتا اس حیران پریشان لڑکی کو گھورتا رھا اور پھر آھستہ سے بھونک کر چوکھٹ پر لمبے لمبے دراز ھو گیا —

''بےوقوفی نہ کرو!،، ژینیا نے ڈر کے مارے ھاتھ اٹھاتے ھوئے کہا — ''میں کوئی چوراچکی نہیں ھوں! میں نے کوئی چیز نہیں چرائی ھے! دیکھو یہ تو ھمارے فلیٹ کی کنجی ھے اور یہ ابا کے نام کا تار ھے — میرے ابا فوج کے کماندار ھیں، سمجھے؟،،

کتا نہ ھلا نہ بھونکا — ژینیا دھیرے دھیرے کھلی ھوئی کھڑکی کی طرف بڑھی اور پھر کہنے لگی:

''دیکھا تم نے؟ اچھا اب تم جہاں ھو وھیں رھو — بہت اچھا کتا ھے — کتنا پیارا اور کیسا ھوشیار!،،

لیکن جوں ہی ژینیا نے کھڑکی کی کگر کو چھوا وہ پیارا کتا اس طرح غرا کر اچھلا کہ ژینیا کود کر صوفے پر چڑھ گئی اور وہاں دبک کر بیٹھ رہی —

''تم بھی خوب ہو!،، اس نے رقت بھری آواز میں کہا — ''جاؤ ڈاکوؤں اور جاسوسوں کو دل بھر کر پکڑو، مگر میں تو... میں تو انسان ہوں — اور کیا!،، اس نے کتے کا منہ چڑا دیا اور بولی ''بدھو کہیں کا!،،

ژینیا نے کنجی اور تار صوفے کے قریب رکھی ہوئی میز کے سرے پر رکھ دئے — اب گھر کے مالکوں کا انتظار کرنے کے سوا اور کوئی چارہ نہیں تھا —

ایک گھنٹہ گزرا، پھر ایک اور گزرا... خاصا اندھیرا ہو گیا — کھلی ہوئی کھڑکی سے کہیں دور گزرتی ہوئی ریلوں کی سیٹیوں، کتوں کے بھونکنے اور والی بال کی دھپ دھپ کی آوازیں اندر آ رہی تھیں — کہیں کوئی شخص گیتار بجا رہا تھا — صرف یہاں، اس بھورے مکان کے اندر ہر چیز سونی، ساکت اور اداس تھی —

ژینیا نے صوفے کے سخت ہتھے پر سر ٹکا دیا اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی —

آخرکار وہ گہری نیند میں ڈوب گئی —

کھڑکی کے باہر بارش میں نہائے ہوئے گھنے پتے ہوا میں سرسرا رہے تھے — قریب ہی ایک کنویں کی چرخی چرچرائی — آری چلنے کی آواز سنائی دی — لیکن مکان کے اندر وہی پہلا سا سناٹا چھایا ہوا تھا —

* * *

جب اس کی آنکھ کھلی تو صبح ہو چکی تھی —

ژینیا نے دیکھا کہ اس کا سر ایک نرم نرم چمڑے کے کشن

1—781

پر ٹکا ہوا ہے — اور اس کی ٹانگوں پر ایک چادر پڑی ہے — کتا جا چکا تھا —

اس کا مطلب ہے کہ رات کے وقت وہاں کوئی آیا تھا!

ژینیا کود کر کھڑی ہو گئی، سر کے جھٹکے سے اپنے بال پیچھے کئے، ملے دلے فراک کو ذرا ٹھیک ٹھاک کیا اور اپنی کنجی اور بے بھیجا تار اٹھا کر چلنے ہی والی تھی کہ اس کی نظر ایک میز پر رکھے ہوئے کاغذ کے ٹکڑے پر پڑی — اس پر نیلی پنسل سے موٹے موٹے حروف میں لکھا ہوا تھا:

''بچی تم جانے لگو تو دروازے کو مضبوطی سے بند کر دینا —،، پرچے پر کسی ''تیمور،، کے دستخط تھے —

تیمور؟ تیمور کون ہے؟ ژینیا نے سوچا کہ اسے ڈھونڈھ کر اس کا شکریہ ادا کرنا چاہئے —

اس نے دوسرے کمرے پر نگاہ دوڑائی — وہاں ایک ڈیسک پر لکھنے کا پورا سامان، ایک راکھ‌دانی اور ایک آئینہ، یہ چیزیں رکھی تھیں — ڈیسک کے دائیں طرف ایک ٹوٹا ہوا سا پرانا ریوالور پڑا تھا، پاس ہی چمڑے کے دستانے رکھے تھے — ایک خراشیں پڑی ہوئی، زنگ آلود سی ترکی تلوار ڈیسک کے سہارے رکھی ہوئی تھی — ژینیا اس کمرے میں آئی اور اپنی کنجی اور تار ایک طرف رکھ کر اس نے تلوار کو چھوا — پھر تلوار کو نیام سے باہر نکالا، اسے اپنے سر سے اوپر اٹھایا اور آئینے میں اپنا عکس دیکھنے لگی —

وہ خاصی رعب‌دار معلوم ہو رہی تھی — اگر اس طرح اس کی تصویر لی جائے اور پھر اسکول کے ساتھیوں کو دکھائی جائے تو بڑا مزا آئے! وہ کہہ سکتی تھی کہ اس کے باپ اسے ایک دفعہ اپنے ساتھ لڑائی کے محاذ پر لے گئے تھے — اس کے الٹے ہاتھ میں ریوالور خوب سجے گا — اس طرح — یہ اور بھی اچھا ''پوز،، تھا — اس نے

اپنی بھویں زیادہ سے زیادہ سکیڑیں، ہونٹ کس کر بھینچ لئے اور آئینے کا نشانہ لے کر لبلبی دبا دی —

کمرے میں ایک زبردست دھماکہ گونج گیا — دھوئیں کے بادل نے کھڑکیوں کو ڈھانپ لیا — آئینہ راکھہ دانی کے اوپر آن پڑا — ژینیا کنجی اور تار کو بھول بھال کر تیر کی طرح کمرے سے نکلی اور اپنی بساط بھر تیزی کے ساتھہ اس خطرناک اور ڈراؤنے مکان سے نکل بھاگی —

* * *

اسے پتہ بھی نہیں چلا کہ وہ کس طرح ایک ندی کے کنارے آ پہنچی — اب نہ اس کے پاس اپنے ماسکو کے مکان کی کنجی تھی اور نہ ھی تار یا تار کی رسید تھی — اور اب اسے اولگا کو سارا قصہ بتانا پڑے گا: کتے کے متعلق، خالی مکان میں سونے کے متعلق، ترکی تلوار کے اور ریوالور چلانے کے، غرض ھر چیز کے متعلق بتانا ہوگا — بڑی بری پھنسی! اگر ابا ہوتے تو سمجھہ جاتے — مگر اولگا نہیں سمجھے گی — اولگا یا تو ایک دم بھڑک اٹھے گی یا رونے لگے گی جو اور بھی برا ھے — وہ تو ناقابل برداشت بات ہوگی — ژینیا بھی رونا جانتی تھی — لیکن جب کبھی وہ اولگا کو آنسو بہاتے دیکھتی تھی تو ھمیشہ اس کا دل چاہتا تھا کہ کسی دور دراز مقام پر جا پہنچے —

ژینیا نے اپنی ھمت بڑھانے کے لئے دو چار غوطے لگائے اور پھر اپنے مکان کی تلاش میں چل دی —

جب ژینیا سیڑھیوں پر چڑھہ رہی تھی اس وقت اولگا باورچی خانے میں اسٹوو جلانے میں مصروف تھی — جب اس نے پاؤں کی چاپ سنی تو تیزی سے مڑی اور ژینیا کے چہرے پر خاموش، قہرآلود نگاھیں گاڑ دیں —

''ہلو، اولیا * !،، ژینیا آخری سیڑھی پر ایک دم رک گئی اور اپنے چہرے پر زبردستی مسکراہٹ لانے کی کوشش کرتے ہوئے بولی — ''اولیا، تم مجھے ڈانٹوگی تو نہیں؟،،

''ضرور ڈانٹونگی!،، اولگا نے ژینیا کے چہرے سے نظریں ہٹائے بغیر تیز لہجے میں جواب دیا —

''اچھا تو ڈانٹ لو،، ژینیا نے مسکینی سے کہا ''کاش تمہیں معلوم ہوتا کہ مجھے کیسے عجیب و غریب واقعات پیش آئے ہیں! اولیا خدا کے واسطے اپنی بھویں مت پھڑکاؤ — کوئی بہت خوفناک بات نہیں ہوئی ہے — بس صرف اتنی سی بات ہے کہ میں نے اپنے فلیٹ کی کنجی کھو دی اور ابا کو تار نہیں دیا —،،

ژینیا نے آنکھیں میچیں، تھوک نگلا اور ایک ہی سانس میں تمام داستان سنا ڈالنے کے لئے تیار ہو گئی —

لیکن اسی لمحے چرچراہٹ کی آواز کے ساتھ بڑا پھاٹک کھلا اور ایک جھبری بکری، جس کے جسم پر گوکھرو چمٹے ہوئے تھے، سینگ جھکائے، تیزی سے باغ کے اندر تک گھستی چلی آئی — اور اس کے پیچھے پیچھے وہی ننگے پاؤں والی ننھی لڑکی جو ژینیا کو ایک دن پہلے ملی تھی، چیختی، دوڑتی چلی آ رہی تھی —

اس واقعے کا فائدہ اٹھا کر ژینیا نے اس نازک گفتگو کا سلسلہ توڑ ڈالا اور دوڑکر باغ میں پہنچ گئی تاکہ بکری کا پیچھا کرنے میں خود بھی شامل ہو جائے —

اس نے دوڑکر ہانپتی ہوئی ننھی لڑکی کو جا لیا جس نے اسی وقت بکری کے سینگوں کو قابو میں کیا تھا —

''یہ بتاؤ کیا تمہاری کوئی چیز گم ہوئی ہے؟،، ننھی لڑکی

---

* روسی نام اولگا پیار سے پکارنے میں اولیا ہو جاتا ہے — (مترجم)

نے تیزی سے، بہت کم منہ کھول کر پوچھا اور ساتھ ہی بکری کو لگاتار گھونسے اور ٹھوکریں مارتی رہی —

''نہیں،، ژینیا نے حیران ہو کر کہا —

''تو کیا یہ تمہاری نہیں ہے؟،، ننھی لڑکی نے ژینیا کو اس کے ماسکو والے گھر کی کنجی دکھا کر پوچھا —

''ہاں میری ہی ہے،، ژینیا نے ڈر کر برساتی کی طرف دیکھتے ہوئے جواب دیا —

''لو یہ کنجی، پرچہ اور رسید لو — تمہارا تار بھیج دیا گیا ہے،، چھوٹی لڑکی نے کہا — وہ اب بھی منہ بھینچے ہوئے تیز تیز بول رہی تھی —

اس نے ایک چھوٹا سا کاغذ کا پیکٹ ژینیا کے ہاتھہ میں تھما دیا اور پھر بکری کو مارنے لگی —

بکری تیزی سے پھاٹک کی طرف دوڑی اور ننگے پاؤں والی چھوٹی لڑکی سایے کی طرح اس کے پیچھے پیچھے گوکھروؤں اور بچھو بوٹیوں میں سے گزرتی ہوئی دوڑنے لگی — بکری اور لڑکی دونوں پھاٹک سے نکل کر غائب ہو گئیں —

ژینیا نے پیکٹ کھولا — اس نے اپنے کندھے اس طرح اچکا رکھے تھے جیسے بکری کو نہیں بلکہ اسی کو مار پڑی ہو —

''یہ رہی کنجی — اور تار کی رسید — اس کا مطلب ہے کہ کسی نے تار بھیج دیا ہے — لیکن کس نے؟ اوہو پرچہ بھی تو ہے — یہ کیا بات ہے؟ ،،

پرچہ بڑے بڑے حروف میں نیلی پنسل سے لکھا ہوا تھا — اس میں یہ عبارت تھی :

''ننھی لڑکی گھر پر کسی سے ڈرو مت — سب کچھہ ٹھیک ٹھاک ہے — اور میں کسی کو کچھہ نہیں بتاؤں گا —،، اس کے نیچے دستخط تھا : ''تیمور،، —

کچھہ نیم بےہوشی کے سے عالم میں ژینیا نے پرچہ جیب میں ٹھونس لیا۔ پھر اس نے اپنے کندھے سیدھے کئے اور پرسکون ہو کر اولگا کے پاس چلی گئی۔

اولگا ابھی تک اسی جگہ بےجلے اسٹوو کے پاس کھڑی تھی، اس کی آنکھیں آنسوؤں سے لبریز تھیں۔

''اولیا!،، ژینیا نے پشیمان ہو کر کہا۔ ''میں تو مذاق کر رہی تھی۔ تم مجھہ پر اتنی خفا کیوں ہو؟ میں نے سارا گھر صاف ستھرا کر دیا اور کھڑکیاں بھی دھو ڈالیں۔ میں نے واقعی بہت محنت کی ہے۔ میں نے سارے کپڑے بھی دھو ڈالے اور فرش بھی۔ لو یہ رہی کنجی اور یہ رہی اس تار کی رسید جو ابا کو بھیجا ہے۔ لو اب مجھے پیار کرنے دو۔ تم جانتی ہو میں تم سے کتنی محبت کرتی ہوں! تم مجھہ سے اور کیا چاہتی ہو۔ کیا میں تمہاری خاطر چھت سے بچھو بوٹیوں پر کود پڑوں ؟،،

اولگا کے جواب کا انتظار کئے بغیر ژینیا اس کے گلے سے لپٹ گئی۔

''ٹھیک ہے... لیکن میں بہت پریشان تھی،، اولگا نے عاجز آکر کہا۔ ''تم ہمیشہ نت‌نئی شرارتیں کرتی رہتی ہو۔ اور ابا نے مجھہ سے کہا تھا کہ... اوہ ژینیا بس کرو! خدا کے واسطے ژینیا بس کرو، میرے ہاتھہ مٹی کے تیل میں بھرے ہوئے ہیں! ژینیا اس کے بجائے تم پتیلی میں دودھہ ڈال کر اسے ابلنے کے لئے اسٹوو پر رکھہ دو۔،،

''میں — میں شرارت کئے بغیر رہ ہی نہیں سکتی،، اولگا نل کی طرف چلی گئی تو ژینیا منہ ہی منہ میں بدبدائی۔

اس نے دودھہ کی پتیلی اسٹوو پر رکھہ دی، جیب ٹٹول کر دیکھی کہ اس میں پرچہ موجود ہے یا نہیں اور پوچھا:

''اولیا کیا خدا ہے؟،،

''نہیں،، اولگا نے اپنا چہرہ نل کے نیچے لے جاتے ہوئے جواب دیا —

''تو پھر کون ہے؟،،

''مجھے تنگ مت کرو!،، اولگا جھنجھلا کر چلائی — '' کوئی نہیں ہے —،،

ژینیا ایک لمحہ خاموش رہی، پھر اس نے پوچھا:

''اولیا یہ تیمور کون ہے؟،،

''تیمور خدا نہیں ہے، وہ ایک بادشاہ تھا،، اولگا نے اپنے ہاتھہ منہ پر صابن ملتے ہوئے بےدلی سے جواب دیا — ''وہ قرون وسطی کا ایک لنگڑا اور خبیث بادشاہ تھا —،،

''لیکن اگر یہ تیمور بادشاہ بھی نہیں اور لنگڑا اور خبیث بھی نہیں اور قرون وسطی کا بھی نہیں تو پھر آخر یہ ہے کون؟،،

''میں کیا جانوں کون ہے — مجھے تنگ نہ کرو! آخر اس تیمور کے لئے تم اس قدر بےچین کیوں ہوئی جا رہی ہو؟،،

''کیونکہ مجھے وہ بےحد پسند ہے —،،

''کون ؟،، اولگا نے اپنا صابن کے جھاگوں سے بھرا ہوا چہرہ اٹھایا — اس پر بےیقینی جھلک رہی تھی — ''تم یہ کیا بکواس کر رہی ہو؟ یہ کیا حماقت ہے؟ مجھے چین سے منہ تو دھونے دو! اچھا ٹھیرو ذرا ابا کو گھر آنے دو — وہ تمہاری اس محبت کی خبر لیں گے!،،

''ابا آئیں گے تو کیا ہوگا!،، ژینیا کے دل سے آواز نکلی ''پھر وہ آئے بھی تو کتنے دن کو آئیں گے! اور یہ تو ظاہر ہے کہ وہ ایک تنہا، بےیار و مددگار شخص کے ساتھہ برا سلوک نہیں کریں گے —،،

''تنہا اور بےیار و مددگار کون ہے؟،، اولگا کو اپنے کانوں پر یقین نہیں آیا — ''تم؟ اوہ ژینیا! سچ مچ میری سمجھہ میں نہیں

آتا کہ تمہارے بارے میں کیا رائے قائم کروں — آخر تم کس پر پڑی ہو!''

ژینیا نے سر جھکا لیا — کیتلی کی قلعی شدہ سطح پر اپنے عکس کو کچھ دیر دیکھنے کے بعد اس نے بےجھجک بڑے فخر سے جواب دیا:

''میں ابا پر پڑی ہوں — قطعی ابا پر اور صرف ابا پر، اور دنیا میں کسی اور پر نہیں پڑی ہوں میں —''

* * *

بوڑھا ڈاکٹر کلاکول چیکوف اپنے باغ میں بیٹھا ایک دیواری گھڑی کی مرمت کر رہا تھا —

اس کے سامنے اس کا پوتا کولیا بےچین اور غمگین سا کھڑا تھا —

کولیا گویا اپنے دادا کی مدد کر رہا تھا — مگر حقیقت یہ تھی کہ وہ پچھلے ایک گھنٹے سے ایک پیچ کش ہاتھ میں لئے کھڑا انتظار کر رہا تھا کہ جب اس کے دادا کو اس پیچ کش کی ضرورت پڑے تو وہ اسے پیش کر دے —

اس کا دادا بڑے صبر کے ساتھ فولاد کی کمانی کو اس کی جگہ بٹھانے کی کوشش کر رہا تھا جو کسی طرح نچلی بیٹھ ہی نہیں رہی تھی — انتظار کا کوئی اورچھور ہی دکھائی نہیں دے رہا تھا — اور یہ بڑی بری بات تھی، خاص طور پر اس لئے کہ سیما سیما کوف کا الجھے ہوئے بالوں والا سر کئی بار باڑ کے اوپر نمودار ہو چکا تھا — اور سیما بہت ہی باعمل اور سمجھ بوجھ والا آدمی تھا — سیما اپنی زبان، سر اور انگلیوں سے اتنے عجیب و غریب اور پراسرار اشارے کر رہا تھا کہ کولیا کی پانچ سالہ ننھی بہن تاتیانا بھی، جو لائم کے درخت کے نیچے بیٹھی ایک لیٹے ہوئے کتے کے منہ میں گوکھرو

ٹھونس رہی تھی، اچانک چیخ پڑی اور اپنے دادا کی پتلون پکڑ کر کھینچنے لگی — اس وقت سیما کا سر فوراً غائب ہو گیا —

آخرکار کمانی اپنی ٹھیک جگہ پر بیٹھہ گئی —

"انسان کو محنت کرنا چاہئے"، سفید بالوں والے بوڑھے نے اپنا پسینے میں تر سر اٹھاکر کولیا کو مخاطب کرکے کہا "مگر تمہارے چہرے سے ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے تمہیں کاسٹرآئل کی ایک خوراک پلائی گئی ہو — پیچ کش مجھے دو اور یہ چمٹی لے جاؤ — محنت سے انسان میں وقار پیدا ہوتا ہے — اور تم میں ٹھیک اسی چیز کی —- وقار کی —- کمی ہے — مثلاً کل تم نے آئس کریم کے چار حصے اکیلے کھا لئے اور اپنی ننھی بہن کو ذرا سی بھی نہیں دی —"

"جھوٹ بولتی ہے یہ شیطان کی خالہ!"، کولیا خفگی سے چلایا — اس نے تاتیانا کو گھورا — "میں نے اسے تین دفعہ دو دو نوالے کھلائے تھے — اور یہ ہے کہ میری چغلی کھاتی ہے اور اماں کی میز پر سے چار کوپک بھی اڑاتی ہے —"

"اور تم کل رات رسی پر چڑھہ کر کھڑکی سے نکلے تھے کہ نہیں!"، تاتیانا نے اس طرف منہ کئے بغیر سکون سے کہا — "اور تمہارے تکیے کے نیچے ایک ٹارچ رکھی رہتی ہے — اور کل ایک بڑے لڑکے نے ہمارے سونے کے کمرے کی کھڑکی میں پتھر پھینکے تھے — وہ پتھر پھینک رہا تھا اور ساتھہ ہی سیٹی بھی بجاتا جا رہا تھا —"

کولیا تاتیانا کی اس دیدہ دلیری اور نئی بدتمیزی پر بھوچکا سا رہ گیا — وہ سر سے پاؤں تک کانپنے لگا — خوش قسمتی سے اس کا دادا اتنا مصروف تھا کہ وہ اس خطرناک بہتان کی طرف دھیان نہیں دے رہا تھا — یا ممکن ہے اس نے تاتیانا کی بات بالکل ہی نہ سنی ہو — اور یہ بھی اچھا ہی ہوا کہ اسی وقت دودھہ والی اپنے برتن

کھڑکاتی پھاٹک پر آ گئی — دودھ انڈیلتے ہوئے وہ ٹھنڈا سانس بھر کر کہنے لگی:

''فیودر گریگورےوچ بھلا آپ کو یقین آ سکتا ھے کہ کل رات ہمارے احاطے میں چور گھس آئے اور انہوں نے میرا پیپا چرانے کی کوشش کی! اور آج مجھے لوگوں نے بتایا کہ صبح سویرے دو آدمی میری چھت پر بیٹھے دیکھے گئے — وہ دودکش پر بیٹھے ہوئے اپنی ٹانگیں جھلا رہے تھے، بدمعاش کہیں کے!،،

''دودکش پر بیٹھے تھے؟ آخر کیوں؟،، بوڑھے نے پوچھا —وہ اس اطلاع سے حیران سا رہ گیا تھا —

لیکن عین اسی وقت مرغی خانے کی طرف سے اتنی زور زور سے کھٹ کھٹ اور ٹن ٹن کی آوازیں آنے لگیں کہ کان بہرے ہوئے جا رہے تھے — بوڑھے ڈاکٹر کے ہاتھہ میں پیچ کش ہلنے لگا اور خودسر کمانی نے اس موقع کا فائدہ اٹھایا اور اچھل کر گھڑی کی چھت سے جا ٹکرائی — ہر شخص، یہاں تک کہ تاتیانا اور سست کتا سبھی حیران ہوکر یہ دیکھنے کو مڑے کہ یہ کیسا شور ھے — ایک لفظ منہ سے نکالے بغیر کولیا خرگوش کی طرح گاجروں کی کیاری کے اوپر سے پھاندا اور باڑ کے پیچھے غائب ہو گیا —

وہ گائے کے باڑے کے پاس پہنچ کر رک گیا — وہاں بھی اسے اسی قسم کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں جیسی مرغی خانے سے نکل رہی تھیں — ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کوئی شخص فولادی پٹری کو ہتوڑے سے کوٹ رہا ہو— وہاں اس کی مڈبھیڑ سیما سیماکوف سے ہوئی — کولیا نے جوش اور اضطراب کے ملے جلے لہجے میں اس سے پوچھا:

''بتاؤ کیا ہو رہا ھے! کیا یہ خطرے کی گھنٹی ھے؟،،

''نہ! میرا خیال ھے کہ یہ نمبر ایک عام طلبی کا سگنل ھے —،،

وہ باڑ کے ایک سوراخ کے ذریعہ پارک کے جنگلے کے اندر

داخل ہو گئے — وہاں ان کی ایک ہٹے کٹے، چوڑے چکلے، کم عمر لڑکے گرےئیکا سے مڈبھیڑ ہوئی — اس کے بعد واسیلی لادیگن نمودار ہوا اور اس کے پیچھے اور دوسرے لڑکے آئے — دبے پاؤں، تیز تیز چلتے ہوئے وہ ان راستوں پر اپنی منزل کی سمت روانہ ہو گئے جن سے صرف وہی واقف تھے — دوڑتے دوڑتے وہ ایک دوسرے سے اس قسم کے مختصر جملے کہتے جا رہے تھے:

''یہ خطرے کی گھنٹی ہے؟''

''نہ — یہ نمبر ایک عام طلبی ہے —''

''کیسی طلبی؟ یہ تین —— وقفہ، تین —— وقفہ نہیں ہے — یہ تو کوئی دیوانہ ایک وقت میں دس تک بجا رہا ہے!''

''خیر معلوم ہو جائے گا —''

''ٹھیک ہے ہم معلوم کر لیں گے —''

''تیز! اور تیز!''

* * *

ٹھیک اسی وقت ایک لمبا سا سیاہ بالوں والا لڑکا، جس کی عمر تقریباً تیرہ سال ہوگی، اس مکان کے ایک کمرے میں کھڑا ہوا تھا جہاں ژینیا نے ایک رات گزاری تھی — وہ ہلکے کپڑے کی کالی پتلون اور بغیر آستین کا گہرا نیلا سوئٹر پہنے ہوئے تھا، جس کے سامنے کی طرف ایک لال ستارہ کڑھا ہوا تھا —

سفید اور گھنے بالوں والا ایک بوڑھا اندر داخل ہوا — اس کا موٹے سوتی کپڑے کا قمیص تار تار تھا اور بورے نما پتلون پیوندوں سے بھری ہوئی تھی — اس کے بائیں گھٹنے پر ایک بھدی سی لکڑی کی ٹانگ بندھی ہوئی تھی — اس کے ایک ہاتھ میں ایک کاغذ کا پرزہ تھا اور دوسرے میں وہ ایک خستہ حال ریوالور تھامے ہوئے تھا —

''ننھی لڑکی، جب تم جانے لگو تو دروازہ مضبوطی سے بند کر دینا،، اس نے مذاق سا اڑانے کے انداز میں پڑھا — ''اچھا تو کیا تم مجھے یہ بتاؤگے کہ یہاں صوفے پر کس نے رات گزاری تھی؟،،

''ایک لڑکی نے جسے میں جانتا ہوں،، لڑکے نے مجبوراً جواب دیا — ''میں گھر پر نہیں تھا اور کتے نے اسے گھر سے نکلنے نہیں دیا —،،

''یہ جھوٹ ہے،، بوڑھے نے ترش روئی سے کہا — ''اگر تم اسے جانتے ہوتے تو پرچے پر اس کا نام لکھتے —،،

''جب میں نے پرچہ لکھا تھا تو اس کا نام نہیں جانتا تھا — لیکن اب جانتا ہوں —،،

''تم اس کا نام نہیں جانتے تھے؟ اور تم نے صبح تک اسے یہاں اکیلا رہنے دیا — میاں صاحبزادے تمہارے دماغ میں کچھ فتور معلوم ہوتا ہے — تمہیں پاگل خانے بھجوانے کی ضرورت ہے — اس ناکارہ لڑکی نے آئینہ توڑ ڈالا اور راکھ دانی کو چکنا چور کر دیا — اچھا ہی ہوا کہ ریوالور میں خالی کارتوس بھرے تھے — اگر کہیں سچ مچ کی گولیاں ہوتیں تو کیا ہوتا؟،،

''لیکن چچا — آپ تو اصلی گولیاں رکھتے ہی نہیں، کیونکہ آپ کے دشمن کی تلواریں اور بندوقیں لکڑی کی ہوتی ہیں —،،

بوڑھے کے چہرے پر مسکراہٹ کھیل گئی — لیکن اس نے اپنا جھبرا سر جھٹکے کے ساتھ پیچھے ڈالا اور تیز لہجے میں کہنے لگا:

''ذرا سنبھل کے رہو! میری نظر ہر چیز پر پڑتی ہے — مجھے صاف دکھائی دے رہا ہے کہ تم کسی قسم کی شرارت پر تلے ہوئے ہو — اگر تم ڈھنگ سے نہیں رہوگے تو تمہیں واپس تمہاری ماں کے پاس چلتا کر دوں گا —،،

بوڑھا دھپ دھپ کرتا اوپر چڑھ گیا — جوں ہی وہ کمرے

سے نکلا لڑکا کود کر کھڑا ہو گیا اور کتے کے پنجے پکڑ کر، جو اسی وقت اندر داخل ہوا تھا، اس کی ناک چوم لی۔

''کیوں شیرو؟ پڑی نہ کری دانٹ! مگر کوئی بات نہیں۔ وہ آج خوش ہیں۔ ابھی منٹ بھر میں گانا شروع کر دیں گے۔''

اور واقعی ایسا ہی ہوا۔ بوڑھے نے جو اس وقت اوپر تھا، کھنکار کر گلا صاف کیا، آزمائشی طور پر ایک سر گنگنایا اور پھر نیچی اور بھاری آواز میں گانے لگا:

میں تین راتوں سے نہیں سویا، میرا تصور مجھے ہمیشہ اداس خاموشی میں ایک پراسرار جنبش دکھاتا رہتا ہے...

''ختم کرو اپنی یہ حرکت دیوانے!'' تیمور چلایا ''تم مجھے کہاں گھسیٹے لئے جا رہے ہو؟''

اچانک اس نے اپنے چچا کے کمروں کی طرف کھلنے والا دروازہ بند کر دیا اور کتے کے پیچھے پیچھے گیلری میں سے ہوتا ہوا برساتی کی طرف دوڑ گیا۔

برساتی کے کونے میں، ایک چھوٹے سے ٹیلیفون کے قریب ایک ننھی منی تانبے کی گھنٹی — جو ڈوری میں لٹکی ہوئی تھی — بڑے زور زور سے ہل رہی تھی اور دیوار سے ٹکرا رہی تھی۔

لڑکے نے گھنٹی پر ہاتھ رکھ دیا اور ڈوری کو ایک کیل پر لپیٹ دیا۔ اس وقت ڈوری نے ہلنا بند کر دیا اور ڈھیلی پڑ گئی۔ غالباً وہ لائن میں کسی جگہ ٹوٹ گئی تھی۔ الجھن اور خفگی کے عالم میں اس نے ٹیلیفون کا چونگا اٹھایا۔

* * *

اس واقعے سے ایک گھنٹہ پہلے اولگا میز کے پاس بیٹھی تھی اور اس کے سامنے فزکس کی ایک نصابی کتاب کھلی ہوئی تھی۔

ژینیا نے اندر داخل ہوکر آئوڈین کی ایک چھوٹی سی شیشی اٹھا لی۔

"ژینیا!"، اولگا نے سختی سے کہا "تمہارے کندھے پر یہ خراش کیسے پڑی؟"

"اوہ میں یوں ہی ٹہل رہی تھی"، ژینیا نے لاپروائی سے جواب دیا "کہ کوئی تیز اور چبھنے والی چیز میرے راستے میں آ گئی۔ اس طرح پڑی یہ خراش۔"

"تیز اور چبھنے والی چیزیں آخر میرے راستے میں کیوں نہیں آتیں؟"، اولگا نے ژینیا کے لہجے کی نقل اتاری۔

"آتیں کیوں نہیں! تمہارے راستے میں ریاضی کا امتحان جو ہے، وہ تیز اور چبھنے والی چیز ہے کہ نہیں؟ ذرا سنبھل کے چلنا کہیں اس سے تمہارے ٹھوکر نہ لگ جائے! اولیا، انجنیر مت بنو، ڈاکٹر بنو"، ژینیا بولے ہی چلی گئی۔ اور اس نے ایک آئینہ اپنی بہن کے منہ کے سامنے ٹھونس دیا۔ "ذرا آئینے میں اپنی صورت دیکھو، تم بھلا کیسی انجنیر بنوگی؟ انجنیر کو تو ایسا ہونا چاہئے —— اور ایسا... اور ایسا..."، (اس نے تین طرح منہ بنا کر کہا) "اور تم ایسی لگتی ہو... اور ایسی... اور ایسی..."، ژینیا نے اپنی آنکھیں گھمائیں، بھویں چڑھائیں اور بڑے پیارے انداز سے مسکرائی۔

"احمق!"، اولگا نے اپنی بہن کو گلے سے لگاکر پیار کرتے ہوئے کہا، پھر اس نے ہلکے سے ژینیا کو پرے دھکیل دیا۔ "جاؤ ژینیا اب مجھے تنگ مت کرو۔ اس سے تو بہتر ہے کہ تم کنویں سے پانی ہی بھر لاؤ۔"

ژینیا نے پلیٹ سے ایک سیب اٹھایا اور کونے میں چلی گئی۔ وہاں وہ کئی منٹ تک کھڑی ہوئی کھڑکی سے باہر دیکھتی رہی۔ پھر اس نے اکارڈین کا کیس کھولا اور بولی:

"سنا تم نے اولیا؟ آج ایک آدمی میرے نزدیک آیا۔ وہ سفید

فلالین کا سوٹ پہنے تھا اور ایک اچھی سی شکل کا سنہری بالوں والا آدمی تھا — وہ کہنے لگا 'ننھی لڑکی تمہارا کیا نام ہے؟'، میں نے جواب دیا 'ژینیا'، — ،،

''ژینیا خدا کے واسطے مجھے مت ستاؤ اور اس باجے کو مت چھیڑو،، اولگا نے مڑکر دیکھے اور کتاب سے نظریں اٹھائے بغیر کہا —

'''اور تمہاری بہن کا نام؟،، ژینیا نے اکارڈین کو چھیڑتے ہوئے کہا — '''میرے خیال میں اولگا ہے ان کا نام؟،،

''ژینیا خدا کے واسطے مجھے مت ستاؤ اور اس باجے کو مت چھیڑو!،، اولگا نے پھر وہی بات کہی — وہ اب ژینیا کی بات سننے پر مجبور ہو گئی تھی —

'' 'تمہاری بہن باجہ بہت اچھا بجاتی ہیں،،، اس نے کہا '' 'کیا وہ سنگیت کے کالج میں تعلیم پانے کا ارادہ کر رہی ہیں'؟،، (ژینیا نے اکارڈین کو کیس سے نکال کر اس کا تسمہ اپنے کندھے پر جما لیا —) '' 'نہیں، میں نے کہا 'ان کا تو خاص مضمون آھن بستہ کنکریٹ ہے — انہوں نے اس کی تعلیم پانا شروع کر دی ہے — ، تب اس نے کہا 'اوہ!'،، (ژینیا نے اکارڈین کے ایک پردے کو دبایا —) ''تو میں نے کہا 'ھوا'،، (ژینیا نے ایک اور پردہ دبایا —)

''بدتمیز لڑکی! اس باجے کو فوراً کیس میں رکھو!،، اولگا اپنی جگہ سے اچھل کر چلائی — ''تمہیں غیر مردوں سے بات کرنے کی اجازت کس نے دی؟،،

''اچھا میں اسے واپس رکھے دے رہی ہوں،، ژینیا نے بچوں کی طرح ہونٹ لٹکا کر کہا — ''اور بات چیت میں نے تھوڑا ہی شروع کی تھی — پہل تو اسی نے کی تھی — میں تمہیں پوری بات بتانا چاہتی تھی مگر اب نہیں بتاؤں گی — ٹھیرو ذرا ابا کو آنے دو، وہ لیں گے تمہاری خبر!،،

''میری؟ خبر تو تمہاری لی جائے گی — تم مجھے پڑھنے نہیں دیتیں —''

''نہیں، تمہاری خبر لی جائے گی!'' ژینیا چلائی — اس نے ایک خالی بالٹی اٹھا لی اور برساتی سے باہر نکل گئی — بھاگتے بھاگتے وہ یہ بھی کہتی گئی — ''میں انہیں بتاؤں گی کہ تم مجھے کس طرح مٹی کا تیل اور صابن اور پانی لانے کے لئے کوڑی کوس دوڑاتی تھیں! میں کوئی گھوڑا یا ٹرک تھوڑا ہی ہوں، نہ ہی میں ٹریکٹر ہوں!''

ژینیا پانی کی بالٹی لے آئی اور اسے بنچ پر رکھ دیا — مگر چونکہ اولگا نے کتاب سے نظر بھی نہیں ہٹائی اس لئے ژینیا خفا ہوکر باہر چلی گئی —

وہ ٹہلتی ٹہلتی پرانے دو منزلہ کھلیان کے سامنے کی چھوٹی سی سبز روش تک چلی گئی — پھر اس نے اپنی جیب سے ایک گوپیا نکالا اور ربر کے چھلے کو کھینچا تو اندر سے ایک چھوٹا سا گتے کا پیراشوٹسٹ* نکل کر فضا میں معلق ہو گیا —

پیراشوٹسٹ کا سر نیچے اور ٹانگیں اوپر تھیں اور وہ اڑ رہا تھا — اڑتے اڑتے اس نے قلابازی کھائی اور اس کے سر کے اوپر ایک ننھی سی نیلے کاغذ کی پیراشوٹ پھک سے کھل گئی — مگر اسی وقت ہوا کا ایک جھونکا اسے کھلیان کی دوچھتی کی کھڑکی کے اندر تاریکی میں اڑا لے گیا —

یہ تو بہت برا ہوا! اس ننھے منے گتے کے آدمی کو تو کسی نہ کسی طرح بچانا ہی چاہئے — ژینیا کھلیان کے چاروں طرف دوڑتی

---

* پیراشوٹسٹ —— وہ آدمی جو ''پیراشوٹ'' یا ''محافظ چھتری'' باندھ کر ہوائی جہاز سے زمین پر اترتا ہے — اس محافظ چھتری کی مدد سے انسان حفاظت سے زمین پر پہنچ جاتا ہے — (مترجم)

بھری — اس کی چھت سے نکل کر ہر طرف تنے ہوئے تار پھیلے ہوئے تھے — ژینیا نے ایک ٹوٹی پھوٹی سیڑھی کو گھسیٹ کر کھڑکی سے لگا دیا اور اس پر چڑھ کر دوچھتی کے اندر کود گئی —

کتنی عجیب بات تھی! اس دوچھتی میں کوئی رہتا تھا! ایک دیوار پر ستلی کے گچھے، ایک لالٹین اور اس گاؤں اور اس کے آس پاس کے علاقے کا ایک نقشہ ٹنگا ہوا تھا جس پر پراسرار نشان بنے ہوئے تھے — اس کے علاوہ دو سگنل نما جھنڈے ایک دوسرے کے ساتھ مل کر صلیب کا نشان بنا رہے تھے — ایک کونے میں پیال کا ڈھیر لگا ہوا تھا اور اس پر بورے پڑے تھے — اور ایک لکڑی کا بکس الٹا رکھا تھا —

کھلیان کی کائی لگی ہوئی، چھلنی کے مانند چھت کے قریب ہی دیوار میں سے ایک بڑا سا پہیہ نکلا ہوا تھا جو جہاز کے سکان سے مشابہ تھا — اس کے اوپر ایک خانہ ساز ٹیلیفون رکھا تھا —

ژینیا نے دیوار کی ایک درز میں سے جھانک کر دیکھا — باہر گھنے پتے سمندر کی لہروں کی طرح سرسرا رہے تھے اور کبوتر فضا میں اٹکھیلیاں کر رہے تھے — ژینیا نے طے کر لیا کہ وہ کبوتروں کو مرغابیاں فرض کر لے گی اور اس پرانے کھلیان کو جس میں رسیاں، لالٹینیں اور جھنڈے رکھے تھے، ایک بڑا سا جہاز — اور وہ خود اس جہاز کی کپتان ہوگی —

اسے بڑا مزا آ رہا تھا — ژینیا نے پہیہ گھمایا — تنے ہوئے تار لرزنے اور گنگنانے لگے — ہوا کے جھکڑ سائیں سائیں کر رہے تھے اور سبز سبز موجوں کو زور سے اچھال رہے تھے — ژینیا کا ''کھلیان جہاز،، دھیرے دھیرے اور بڑی شان و شوکت کے ساتھ چلتا ہوا معلوم ہو رہا تھا —

''سکان بائیں طرف گھماؤ!،، اس نے زور سے حکم دیا اور اپنا پورا وزن اس بھاری پہیے پر ڈال دیا —

اسی وقت سورج کی چند باریک باریک، سیدھی کرنیں چھت کے سوراخوں میں سے اندر داخل ہوئیں اور ژینیا کے چہرے اور لباس پر پڑنے لگیں — لیکن ژینیا کو اس وقت یہ کرنیں دشمن کی سرچ لائٹ معلوم ہو رہی تھی جو اس کا سراغ لگانا چاہ رہی ہو — اس نے ڈٹ کر مقابلہ کرنے کا فیصلہ کر لیا —

اس نے چرچراتے ہوئے پہیے کو خوب زور زور سے جھٹکے دئے، اسے دائیں طرف موڑا، بائیں طرف موڑا اور اس طرح زور زور حکم دیتی رہی گویا کسی اور کو دے رہی ہو —

تھوڑی دیر بعد سرچ لائٹ کی تیز کرنیں مدھم پڑ گئیں اور پھر بالکل ہی غائب ہو گئیں — مگر اس کا یہ مطلب قطعی نہیں تھا کہ سورج بادلوں کے پیچھے چھپ گیا ہے — اس کا مطلب تو یہ تھا کہ دشمن کا شکست کھایا ہوا دستہ سمندر میں ڈوبنے کے قریب ہے —

لڑائی ختم ہو گئی — ژینیا نے اپنی گرد بھری ہتیلی سے ماتھا پونچھا — اچانک ٹیلیفون کی گھنٹی بجنے لگی — ژینیا کو یہ خیال بھی نہیں تھا کہ ٹیلیفون کی گھنٹی بجنے لگے گی — وہ تو اسے کھلونا سمجھی تھی — سو اسے ڈر لگنے لگا — اس نے ٹیلیفون کا چونگا اٹھایا — اس میں سے ایک تیز اور غصے میں بھری ہوئی آواز نکلی:

''ہلو! ہلو! وہاں کون ہے؟ یہ کون گدھا تار توڑے ڈال رہا ہے اور پاگل پن کے سگنل بھیج رہا ہے؟،،

''یہاں کوئی گدھا نہیں ہے،، ژینیا کی گھبرائی ہوئی، مدھم سی آواز نکلی ''یہ تو میں ہوں، ژینیا!،،

''پاگل لڑکی!،، اب وہ آواز ذرا ڈری ڈری سی معلوم ہو رہی تھی — ''پہیے کے پاس سے ہٹ جاؤ اور بگٹٹ بھاگ لو! ورنہ ایک فوج کی فوج کسی بھی منٹ آ پہنچے گی اور تمہاری خوب ٹھکائی کرے گی —،،

ژینیا نے چونگا گرا دیا — لیکن اب بہت دیر ہو چکی تھی! کھڑکی میں ایک سر نمودار ہوا —— گےئیکا کا سر — اور اس کے بعد سیما سیماکوف، کولیا کلاکول‌چیکوف اور دوسرے لڑکے سب ایک کے بعد ایک، اندر داخل ہو گئے —

''تم کون ہو؟،، ژینیا نے ڈرکر کھڑکی سے دور ہٹتے ہوئے پوچھا — ''چلے جاؤ! یہ ہمارا باغ ہے — میں نے تمہیں یہاں نہیں بلایا!،،

لیکن کاندھے سے کاندھا ملائے ہوئے لڑکوں کی ایک ٹھوس اور خاموش دیوار ژینیا کی سمت بڑھی — جب ژینیا نے دیکھا کہ وہ نرغے میں گھر گئی ہے تو ایک دم چیخ پڑی —

اس وقت کھڑکی پر ایک سایہ سا پڑا — لڑکے مڑے اور ادھر ادھر ہوکر انہوں نے اپنی صف کھول دی — ژینیا نے دیکھا کہ اس کے سامنے ایک لمبا سا کالے بالوں والا لڑکا کھڑا ہے — وہ ایک نیلا بغیر آستین کا سوئٹر پہنے ہوئے ہے جس پر سامنے کی طرف ایک لال ستارہ کڑھا ہے —

''ژینیا، خاموش رہو!،، اس نے زور سے کہا — ''چیخو مت — کوئی تمہیں ہاتھ نہیں لگائے گا — ہم ایک دوسرے سے واقف ہیں — میرا نام تیمور ہے —،،

''تم تیمور ہو؟،، ژینیا نے حیرت اور بےیقینی کے ساتھ اپنی آنسوؤں سے لبریز آنکھیں پھاڑکر پوچھا — ''کیا تمہیں نے مجھے رات چادر اڑھائی تھی؟ تمہیں نے میز پر پرچہ چھوڑا تھا اور تمہیں نے ابا کو تار دیا تھا اور مجھے کنجی اور رسید بھجوائی تھی؟ لیکن تم نے یہ سب کچھ کیوں کیا؟ تم مجھے کیسے جانتے ہو؟،،

تیمور نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا اور کہا:

''تم ہمارے ساتھ آ جاؤ — اب بیٹھ جاؤ اور غور سے سنو، پھر تمہاری سمجھ میں سب کچھ آ جائے گا —،،

* * *

لڑکے تیمور کے گرد حلقہ بنا کر بورے سے ڈھکے ہوئے پیال پر پھسکڑا مار کر بیٹھ گئے — تیمور نے اپنے سامنے نقشہ پھیلا رکھا تھا —

ایک سنتری دوچھتی کی کھڑکی سے اوپر پڑے ہوئے ایک جھولے پر بیٹھ گیا — اس کی گردن میں ایک پرانی دوربین لٹکی ہوئی تھی —

ژینیا ایک طرف بیٹھ گئی — وہ محتاط دلچسپی کے ساتھ اس ہیڈکوارٹر کی خفیہ کانفرنس کی کارروائی سن رہی تھی، تیمور بول رہا تھا —

"کل صبح سویرے، جب سب لوگ سوتے ہوئے ہوں گے، میں اور کلاکول‌چیکوف اس کی (اس نے ژینیا کی طرف اشارہ کیا) توڑی ہوئی لائن کی مرمت کریں گے —"

"کلاکول‌چیکوف کی آنکھ ہی نہیں کھلے گی"، بڑے سے سروالے گے‌ئیکا نے خفگی سے لقمہ دیا — وہ ایک دھاری‌دار ملاحوں‌والی جرسی پہنے ہوئے تھا — "یہ تو صرف کھانے اور ناشتے کے وقت جاگتا ہے —"

"یہ بالکل جھو — جھوٹ ہے!"، کولیا اچھل کر کھڑا ہو گیا اور ہکلانے لگا — "میں تو سورج کی پہلی ک — کرن کے ساتھ جاگتا ہوں —"

"یہ تو میں نہیں جانتا کہ سورج کی پہلی کرن کون سی ہوتی ہے اور دوسری کون سی، مگر اتنا ضرور جانتا ہوں کہ یہ سوتا رہ جائے گا —"، گے‌ئیکا اپنی ہی ہانکے گیا —

ٹھیک اسی وقت جھولتے ہوئے سنتری نے سیٹی بجائی — لڑکے اچھل کر کھڑے ہو گئے —

ایک گھوڑسوار بٹالین توپ‌خانے سمیت گرد و غبار کے بادلوں کے درمیان بڑے زورشور سے گزر رہی تھی، طاقت‌ور گھوڑے جو دھات اور چمڑے کے ساز و سامان سے لیس تھے، ہتھیاروں کی سبز گاڑیوں

اور بھورے موم جامے سے ڈھکی ہوئی توپوں کو تیزی سے کھینچے لئے جا رہے تھے۔

ہر طرح کے سرد و گرم دیکھے اور دھوپ میں سنولائے ہوئے گھوڑ سوار، جو اپنے گھوڑوں پر تنے بیٹھے تھے، موڑ پر بڑے بانکپن سے مڑے۔ ایک کے بعد دوسرا توپخانہ جنگل میں جا کر نگاہوں سے اوجھل ہوتا گیا یہاں تک کہ جلد ہی آخری دستہ بھی نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

''یہ لوگ ریلوے اسٹیشن کی طرف جا رہے ہیں، وہاں ٹرین میں بیٹھ کر آگے جائیں گے،، کولیا نے بڑی اونچائی سے بتایا۔ ''میں ان کی وردیاں دیکھ کر بتا سکتا ہوں۔ میں بتا سکتا ہوں یہ لوگ کب قواعد کرنے نکلتے ہیں، کب پریڈ کرنے اور کب کسی اور کام کے لئے۔،،

''تم آنکھیں تو اپنی کھلی رکھو اور منہ بند،، گے ٹیکا نے اسے ڈانٹا ''ہمارے بھی آنکھیں ہیں۔ تمہیں معلوم ہے دوستو، یہ باتونی لڑکا بھاگ کر سرخ فوج میں شامل ہونا چاہتا ہے!،،

''نہیں، تم ایسا نہیں کر سکتے،، تیمور نے بات کاٹی۔ ''یہ سراسر دیوانگی ہے!،،

''آخر میں کیوں نہیں ہو سکتا سرخ فوج میں شامل؟،، کولیا نے شرم سے سرخ ہو کر پوچھا۔ ''آخر پہلے لڑکے ہمیشہ بھاگ کر میدان جنگ میں کیسے پہنچ جاتے تھے؟،،

''پہلے کی بات پہلے کے ساتھ! اب افسروں اور کمانداروں کو سختی سے تاکید کر دی گئی ہے کہ وہ سارے کم عمر لڑکوں کو نکال باہر کریں۔،،

''کیا مطلب تمہارا، نکال باہر کریں؟،، کولیا بھڑک کر بولا۔ اس کا رنگ عنابی ہو چکا تھا۔ ''تمہارا مطلب ہے ہمیں نکال باہر کریں؟،،

''ہاں!،، تیمور نے ٹھنڈا سانس بھرا — ''ہمیں! اچھا لڑکو، اب معاملے کی بات ہونی چاہئے —،،

لڑکے اپنی اپنی جگہ بیٹھ گئے —

''بعض لڑکوں نے نمبر ۳۴ 'ٹیڑھی گلی' کے باغ سے سیب چرائے ہیں،، کولیا نے خفگی سے اعلان کیا — ''انہوں نے دو شاخیں توڑ ڈالیں اور ایک کیاری کو بری طرح روند دیا ہے —،،

''وہ کس کا گھر ہے؟،، تیمور نے اپنی نوٹ بک پر نگاہ ڈالی ''وہ سرخ فوج کے سپاہی کروکوف کا گھر ہے — اچھا بتاؤ تم میں سے کون پہلے سیب چرانے کا ماہر تھا؟،،

''میں،، ایک باریک اور محجوب سی آواز آئی —

''بتاؤ یہ کس کی حرکت ہو سکتی ہے؟،،

''میشکا کواکین اور اس کے مددگار کی، جسے سب 'لم ٹنگو' کہتے ہیں — انہوں نے ایک میچورین درخت کا صفایا کیا ہے — اس میں سنہری رسیلے سیب آتے ہیں —،،

''پھر کواکین!،، تیمور نے ایک لحظہ کچھ سوچنے کے بعد کہا ''گے ئیکا! کیا تم نے اس سے بات کی تھی ؟،،

''ہاں —،،

''کیا ہوا؟،،

''ہوتا کیا اس کے دو تھپڑ رسید کئے —،،

''اور اس نے کیا کیا ؟،،

''اس نے بھی میرے دو تھپڑ رسید کئے —،،

''بس تمہیں تو یہی کہنا آتا ہے، میں نے اس کے تھپڑ رسید کئے اس نے میرے تھپڑ رسید کئے، اس سے بھلا کیا فائدہ ہے! اچھا خیر! ہم اس کواکین کی اپنے طور پر خبر لیں گے — آگے؟،،

''بوڑھی گوالن نے جو ۲۰ نمبر کے مکان میں رہتی ہے اپنے بیٹے کو گھوڑسوار فوج میں شامل ہونے کے لئے رخصت کیا ہے،، کونے میں بیٹھے ہوئے ایک لڑکے نے رپورٹ پیش کی۔

''ابھی جاگے ہو کیا ؟،، تیمور نے ملامت کے انداز میں سر ہلایا — ''آج دو دن سے اس کے پھاٹک پر ہمارا نشان لگا ہوا ہے۔ وہ کس نے لگایا، کلاکول چیکوف تم نے؟،،

''ہاں —،،

''تو اس کا اوپری حصہ سانپ کی طرح بل کیوں کھا رہا ہے؟ اگر کوئی کام کرو تو ڈھنگ سے کرو — لوگ اسے دیکھ کر ہنسیں گے، آگے؟،،

سیما کود کر کھڑا ہو گیا اور اعتماد کے ساتھ اپنی رپورٹ شروع کی:

''پشکاریوا سڑک کے نمبر ۳۰ کے مکان کی ایک بکری کھوئی گئی ہے — میں ادھر سے گذر رہا تھا تو دیکھا کہ ایک بڑھیا ایک ننھی سی لڑکی کو پیٹ رہی ہے — میں نے چلا کر کہا 'سنئے محترمہ، مار پیٹ کی اجازت نہیں ہے!'، وہ بولی 'اس نے بکری کھو دی کہیں، جہنم میں جائے یہ!'، 'وہ کس طرف بھاگی تھی؟ 'ادھر جنگل کے اس پار گھاٹی میں — اس نے اپنی رسی چبا ڈالی اور نو دو گیارہ ہو گئی، ایسی غائب ہوئی مانو اسے بھیڑئے چٹ کر گئے —،،

''ٹھیرو ذرا! وہ کس کا گھر ہے؟،،

''پاویل گوریف کا —— وہ بھی سرخ فوج کا سپاہی ہے — وہ ننھی لڑکی اس کی بیٹی ہے — اس کا نام نیورا ہے — اور جو عورت اسے پیٹ رہی تھی وہ اس کی نانی ہے — اس کا نام میں نہیں جانتا — بکری جستی رنگ کی ہے اور اس کی پیٹھ کالی ہے — اس کا نام مانکا ہے —،،

''اس بکری کو تلاش کرو!،، تیمور نے حکم دیا — ''چار

آدمیوں کا دستہ تمہارے ساتھہ جائے گا — تم اور تم اور تم اور تم — اچھا کیا اب کوئی اور رپورٹ باقی ہے؟''

''نمبر ۲۲ میں ایک لڑکی روتی رہتی ہے'' گے ئیکا نے بد دلی سے رپورٹ دی —

''وہ کیوں روتی ہے؟''

''میں نے اس سے پوچھا مگر وہ بتاتی ہی نہیں —''

''تمہیں اچھی طرح پوچھنا چاہئے تھا — ہو سکتا ہے کسی نے اسے مارا ہو یا تکلیف پہنچائی ہو —''

''میں نے پوچھا مگر وہ بتاتی ہی نہیں —''

''بڑی سی لڑکی ہے؟''

''چار سال کی ہے —''

''یہ اور بھی بری بات ہے! چار سال کی بچی! ٹھیرو ذرا! وہ کس کا گھر ہے؟''

''لفٹنٹ پاولوف کا — جو ابھی کچھہ ہی عرصہ ہوا سرحد پر مارے گئے تھے —''

''میں نے پوچھا مگر وہ بتاتی ہی نہیں —'' تیمور نے گے ئیکا کی نقل اتار کر مذاق اڑایا — وہ کچھہ دیر تک تیوری پر بل ڈالے سوچ میں پڑا رہا — ''اچھا، اس کو میں خود دیکھہ بھال لوں گا — تم فکر نہ کرو —''

''میشکا کواکین نظر آ رہا ہے!'' سنتری چلایا — ''وہ سڑک کے دوسری طرف چل رہا ہے اور سیب کھاتا جا رہا ہے — تیمور ایک دستہ بھیجو تاکہ وہ ذرا اس کی مرمت کر دے!''

''کوئی ضرورت نہیں — تم سب یہیں ٹھیرو — میں تھوڑی دیر میں واپس آتا ہوں —''

وہ سیڑھی سے نیچے اتر کر جھاڑیوں میں غائب ہو گیا — اب سنتری نے ایک اور رپورٹ دی:

''مجھے پھاٹک پر ایک خوبصورت لڑکی نظر آ رہی ہے — اس کے ہاتھہ میں ایک مرتبان ہے اور وہ دودھہ خرید رہی ہے — میرا خیال ہے وہ اس گھر کی مالکن ہے —،،

''کیا وہ تمہاری بہن ہے؟،، کولیا نے ژینیا کی آستین کھینچ کر پوچھا — جب اسے کوئی جواب نہیں ملا تو اس نے خفگی اور اونچائی کے ساتھہ اسے خبردار کیا ''اس وقت اسے آواز مت دینا!،،

''نچلے بیٹھے رہو!،، ژینیا نے حقارت آمیز لہجے میں کہا — ''تم سمجھتے ہو کہ بڑے لاٹ صاحب ہو؟،،

''خبردار رہو کولیا!،، گے ٔیکا نے اسے چھیڑا ''ورنہ تمہیں مار بیٹھے گی —،،

''کسے؟ مجھے؟،، کولیا کو یہ بات بڑی ناگوار گزری — ''اس کے پاس ہے کیا؟ بس ناخن ہی تو ہیں! اور میرے زوردار پٹھے ہیں! دیکھو ذرا بازو کی مچھلیاں تو دیکھو! اور یہ ٹانگوں کی مچھلیاں!،،

''خیر وہ تمہاری ٹھکائی تو بہر حال کرے گی! ارے یارو ذرا چوکس رہو! تیمور کواکین کے پاس جا رہا ہے —،،

دھیرے دھیرے ایک شاخ ہلاتا ہوا تیمور کواکین کے نزدیک پہنچا —

کواکین نے بھی اسے دیکھہ لیا اور ایک دم رک گیا — اس کے چپٹے چہرے پر نہ تعجب کے آثار پیدا ہوئے نہ خوف کے — ''ہلو کمیسار * !،، اس نے اپنا سر ایک طرف جھکا کر سکون سے کہا ''کہاں بھاگے جا رہے ہو؟،،

---

* پہلے سوویت فوجی دستوں کے سیاسی لیڈر کو کمیسار کہتے تھے — کواکین تیمور کو طنزیہ اس نام سے پکارتا ہے — (مترجم)

''ھلو، سردار!،، تیمور نے اسی لہجے میں جواب دیا — ''تم سے ملنے!،،

''آپ سے مل کر بہت خوشی ھوئی لیکن میرے پاس آپ کو پیش کرنے کے لئے کچھ نہیں ھے — سوائے اس کے —،، اس نے قمیص کے اندر ھاتھ ڈال کر اس میں سے ایک سیب نکالا —

''چوری کا ھے؟،، تیمور نے سیب کھاتے ھوئے پوچھا —

''ھاں چوری کا،، کواکین نے کہا — ''سنہری سیب — مگر برائی یہ ھے کہ یہ ابھی پوری طرح پکا نہیں ھے —،،

''بالکل کھٹا ھے!،، تیمور نے منہ بنایا اور اسے دور پھینک دیا — ''بات سنو، نمبر ۳۴ کی باڑ پر ایسا نشان دیکھا ھے؟،، تیمور نے نیلے سوئٹر پر کڑھے ھوئے لال ستارے کی طرف اشارہ کر کے پوچھا —

''اور دیکھا بھی ھو تو کیا؟،، کواکین ذرا چوکنا تھا — ''بھائی صاحب! دن ھو یا رات میں ھمیشہ اپنی آنکھیں کھلی رکھتا ھوں!،،

''تو میری نصیحت سنو اور آئندہ جہاں کہیں بھی یہ نشان دیکھو تو اسی وقت دن ھو یا رات، بگٹٹ وھاں سے بھاگ لو!،،

''کمیسار تم ھو بڑے تیز آدمی!،، کواکین کھینچ کر بولا — ''ذرا تو دھیمے پڑو یار! دن بھر کے لئے کافی بکواس ھو گئی!،،

''سردار تم ھو بڑے ضدی!،، تیمور نے اسی دھیمے لہجے میں کہا — ''میں آخری بار تمہیں بتا رھا ھوں، سو ذرا دھیان سے سنو اور یاد رکھو اور اپنی ٹولی کے باقی لوگوں کے کان میں بھی ڈال دینا یہ بات!،،

اس منظر کو دیکھنے والا ھرگز یہ نہیں سمجھ سکتا تھا کہ یہ دونوں قریبی دوست نہیں ھیں بلکہ دشمن ھیں — اور اسی لئے اولگا نے، جو دودھ کا مرتبان لئے پھاٹک پر کھڑی تھی، گوالن سے پوچھا کہ وہ اس لڑکے کو جانتی ھے یا نہیں جو کواکین سے بات کر رھا ھے —

''نہیں،، گوالن نے بےحد خفا ہوکر جواب دیا ''میرا خیال ھے یہ بھی انہیں غنڈوں میں سے ایک ہوگا۔ میں اکثر اسے تمہارے گھر کے آس پاس منڈلاتا دیکھتی ہوں۔ بیٹی ذرا خیال رکھنا یہ چھوکرے تمہاری ننھی بہن کی ٹھکائی نہ کر دیں۔،،

اولگا کو پریشانی سی ہو گئی۔ اس نے ان دونوں لڑکوں پر ایک قہرآلود نظر ڈالی اور واپس برساتی میں آ گئی۔ پھر دودھ کا برتن جگہ پر رکھہ کے اس نے دروازے میں قفل لگایا اور ژینیا کی تلاش میں چلی۔ وہ دو گھنٹے سے گھر سے غائب تھی۔

* * *

تیمور واپس دوچھتی میں آیا تو اس نے لڑکوں کو اپنی اور کواکین کی بات چیت سنائی۔ انہوں نے فیصلہ کیا کہ اس ٹولی کو اگلے دن ایک لکھا ہوا الٹی میٹم بھیجا جائے۔

لڑکے خاموشی سے دوچھتی سے اترے اور اپنے اپنے گھر بھاگ گئے۔ ان میں سے کچھہ تو باڑ کے درمیان جو سوراخ تھے ان میں سے رینگ رینگ کر باھر نکلے اور بعض چھلانگ لگا گئے۔

تیمور ژینیا کی طرف مڑا۔

''بتاؤ اب تم سمجھہ گئیں یہ سب کیا قصہ ھے؟،، اس نے پوچھا۔

''بالکل سمجھہ گئی،، اس نے جواب دیا ''مگر نہیں، پوری طرح نہیں سمجھی۔ اور صفائی سے سمجھاؤ۔،،

''اچھا لیکن پہلے نیچے اترو اور میرے پیچھے آؤ۔ اس وقت تمہاری بہن گھر پر نہیں ھیں۔،،

جب وہ دونوں نیچے پہنچ گئے تو تیمور نے سیڑھی کو دھکا دے کر ایک طرف لڑھکا دیا۔

اب اندھیرا ہو چلا تھا مگر ژینیا بلا کسی جھجک کے اس کے پیچھے چل دی۔

وہ دونوں بوڑھی گوالن کے گھر کے سامنے پہنچ کر رکے۔ تیمور نے ادھر ادھر دیکھا۔ کوئی نظر نہیں آ رہا تھا۔ اس نے اپنی جیب سے رنگوں کی ایک نلکی نکالی اور پھاٹک تک گیا۔ واقعی اس کے اوپر بنے ہوئے سرخ ستارے کا اوپری بایاں کونا سانپ کی طرح لہرا رہا تھا۔

اس نے جمے ہوئے ھاتھ سے لائن کو سیدھا کیا، اور نوک کو بڑی خوبصورتی سے سنوارا۔

''تم یہ سب کیوں کر رہے ہو؟،، ژینیا نے پوچھا ''مہربانی کرکے مجھے بتاؤ اس کا کیا مطلب ھے۔،،

تیمور نے نلکی واپس جیب میں رکھ لی اور ایک پتے سے اپنی رنگ میں بھری ہوئی انگلی کو صاف کیا۔ پھر اس نے ژینیا کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھا اور کہنے لگا:

''اس ستارے کا مطلب یہ ھے کہ اس گھر کا مرد سرخ فوج میں بھرتی ہو گیا ھے۔ اور اس کا مطلب یہ بھی ھے کہ اب سے یہ گھر ھماری حفاظت اور ذمہ داری کے دائرے میں آگیا ھے۔ تمہارے ابا بھی فوج میں ھیں؟،،

''ھاں!،، ژینیا نے بڑے فخر اور شدت جذبات کے ساتھ جواب دیا۔ ''وہ کماندار ھیں۔،،

''تو گویا تم بھی ھماری حفاظت اور دیکھ بھال کے دائرے میں آتی ہو۔،،

وہ ایک اور گھر کے پھاٹک کے قریب رکے۔ وھاں ایک سرخ ستارہ بنا ہوا تھا اور اس کے گرد ایک سیاہ حاشیہ کھنچا ہوا تھا۔

''دیکھا!،، تیمور بولا۔ ''اس گھر سے ایک مرد سرخ فوج میں گیا مگر پھر کبھی لوٹ کر نہیں آیا۔ یہ لفٹنٹ پاولوف کا گھر

ھے — وہ کچھہ ھی دن پہلے سرحد پر مارا گیا — اس کی بیوی اور ننھی بچی یہاں رھتی ھیں — اور ھمارا بچارا اللہ میاں کی گائے گےئیکا اب تک یہ معلوم نہیں کر سکا کہ یہ بچی ھمیشہ روتی کیوں رھتی ھے! ژینیا اگر تمہیں موقع ملے تو اس کے لئے کچھہ کر دینا —،،

اس نے یہ سب باتیں بہت سادگی سے کیں مگر ژینیا کو جھرجھریاں سی آنے لگیں حالانکہ شام خاصی گرم تھی —

وہ وھاں خاموشی سے سر جھکائے کھڑی تھی — اس نے کچھہ نہ کچھہ کہنے کی خاطر پوچھا:

''کیا گےئیکا واقعی اچھا لڑکا ھے؟،،

''ھاں — اس کا باپ ملاح ھے — اس شیخی باز کولیا پر چیخنے میں اسے بہت لطف آتا ھے مگر اس کے باوجود وہ ھمیشہ اس کی طرف داری کرتا ھے —،،

اتنے میں ایک تیز اور غصہ بھری چیخ سنائی دی اور وہ دونوں تیزی سے مڑے — ان سے تھوڑے ھی فاصلہ پر اولگا کھڑی تھی —

ژینیا نے تیمور کا ھاتھہ چھوا — وہ اس کا اولگا سے تعارف کرانا چاھتی تھی —

لیکن جب اولگا کی طرف سے ایک اور تیز چیخ سنائی دی تو ژینیا نے یہ خیال چھوڑ دیا —

ژینیا نے خطاوار نگاھوں سے تیمور کی طرف دیکھہ کر سر ھلایا، راضی برضا ھو کر کندھے جھٹک دئے اور اولگا کی طرف بڑھی —

''یوگینیا!،، اولگا نے مشکل سے سانس لیتے ھوئے کہا — وہ رونے کے قریب تھی — ''میں تمہیں اس لڑکے سے بات کرنے کی قطعی ممانعت کرتی ھوں — سنتی ھو تم؟،،

''مگر اولیا آخر بات کیا ھے؟،، ژینیا دھیرے دھیرے بولی —

''میں تمہیں اس لڑکے سے ملنے جلنے کو منع کرتی ھوں،، اولگا نے مضبوطی سے اپنی بات دھرائی — ''تم تیرہ سال کی ھو اور

میں اٹھارہ کی — میں تم سے بڑی ہوں — اور جب ابا رخصت ہو رہے تھے تو انہوں نے مجھ سے کہا تھا....،،

''مگر اولیا تم کچھ نہیں سمجھتیں!،، ژینیا بے بسی کے عالم میں چلائی — وہ سر سے پاؤں تک کانپ رہی تھی — وہ چاہتی تھی کہ ساری بات سمجھائے، اپنی صفائی پیش کرے — لیکن وہ ایسا نہیں کر سکتی تھی — اسے ایسا کرنے کا حق نہیں تھا — وہ لاچاری کے عالم میں ہاتھ ہلا کر رہ گئی اور اپنی بہن سے اور کچھ نہیں کہا —

وہ سیدھی بستر پر لیٹ گئی مگر نیند اس سے کوسوں دور تھی — اور جب آخرکار اس کی آنکھ لگی تو ایسی لگی کہ اسے رات کو ڈاکئے کے آنے، کھڑکی کھٹکھٹانے اور تار دینے کی آواز نہیں سنائی دی — تار اس کے باپ کا تھا —

* * *

صبح سویرے گڈریے نے اپنا چوبی سنکھ بجایا — گوالن نے پھاٹک کھول کر اپنی گائے کو مرغزار میں چرنے والی گایوں کے گلے میں شامل ہونے کے لئے باہر ہنکا دیا — وہ مشکل سے موڑ تک گئی ہوگی کہ پانچ لڑکے کیکر کی جھاڑی کے پیچھے سے نکل پڑے اور گرتے پڑتے کنویں کی طرف چلے — وہ کوشش کر رہے تھے کہ ان کے خالی ڈولوں سے کوئی آواز نہ پیدا ہونے پائے —

''ڈالو ڈول!،،

''کھینچو رسی!،،

''لینا!،،

''پکڑنا!،،

لڑکے دوڑتے ہوئے احاطے میں گئے — دوڑتے میں ان کے ننگے پاؤں پر ٹھنڈا پانی گرتا جا رہا تھا — انہوں نے اپنے اپنے ڈول

شاہبلوط کی لکڑی کے پیپے میں انڈیل دئے اور پھر کنویں کی طرف دوڑ گئے —

تیمور دوڑکر سیما سیماکوف کے پاس گیا، وہ مسلسل پانی نکالنے کی وجہ سے بالکل شرابور ہو رہا تھا — تیمور نے اس سے پوچھا:

''تم نے کلاکول چیکوف کو دیکھا کہیں؟ نہیں؟ اس کا مطلب ھے وہ سوتا رہ گیا، اب جلدی کرنی چاھئے! بڑھیا گوالن کسی بھی لمحے نمودار ہو سکتی ھے!،،

تیمور دبے پاؤں کلاکول چیکوف کے باغ میں داخل ھوا اور وھاں ایک درخت کے نیچے کھڑے ھوکر سیٹی بجائی — جب اسے کوئی جواب نہیں ملا تو وہ درخت پر چڑھ گیا اور ایک کمرے کے اندر جھانکنے لگا — اپنی اس نشست سے اسے صرف کھڑکی کے قریب بچھے ہوئے پلنگ کی پائینتی اور کمبل سے ڈھکی ہوئی ٹانگیں ھی نظر آ سکیں —

اس نے ایک چھال کا ٹکڑا پلنگ پر پھینکا اور آھستہ سے کولیا کو پکارا:

''کولیا، اٹھو! اے کولیا!،،

سونے والا ھلا بھی نہیں — تب تیمور نے جیب سے چاقو نکالا، ایک لمبی پتلی ٹہنی کاٹ کر الگ کی، اس کا ایک سرا خوب تیز کیا اور پھر اسے کھڑکی کے اندر داخل کیا — اس نے کمبل کو اس میں اٹکا لیا اور جھٹکے سے کھینچا —

کمبل ھلکا سا تھا اور وہ آسانی سے کھڑکی کے تختے تک کھنچ آیا — اسی لمحے کمرے کے اندر سے بیٹھی ہوئی آواز میں ایک چیخ نکلی —

ایک سفید بالوں والا بوڑھا اپنی خواب آلود آنکھیں گھماتا ہوا بستر سے کودا — وہ سونے کے لباس میں تھا — اس نے غائب ہوتے ہوئے کمبل کو گھسیٹا اور کھڑکی سے باھر جھک گیا —

خود کو اس قابل احترام بزرگ کے رو برو پا کر تیمور نیچے کود پڑا ـــ

اس دوران میں بوڑھے شخص نے اپنے دوبارہ حاصل کئے ہوئے کمبل کو پلنگ پر ڈالا، تیزی سے اپنی دو نالی بندوق دیوار سے اتاری اور جلدی جلدی عینک لگائی ـــ پھر اس نے بندوق کھڑکی سے باھر نکالی، اس کے دھانے کا رخ آسمان کی طرف کیا اور آنکھیں بند کر کے فائر کر دیا ـــ

* * *

تیمور ڈر کے مارے اس طرح بگٹٹ بھاگا کہ اس نے کنویں پر پہنچ کر ھی دم لیا ـــ کچھ غلط فہمی ھو گئی تھی ـــ اس نے سونے والے شخص کو کولیا سمجھا تھا اور اس بوڑھے شخص نے تیمور کو ظاھر ھے چور سمجھ لیا تھا ـــ

اسی وقت تیمور نے دیکھا کہ گوالن اپنے ڈول لئے پھاٹک کے اندر داخل ھو رھی ھے ـــ

وہ تیزی سے کیکر کی جھاڑیوں کے پیچھے چھپ گیا اور وھاں سے جھانکنے لگا ـــ

جب بوڑھی گوالن کنویں پر سے لوٹی تو اس نے اپنا ایک ڈول اٹھا کر اس میں سے پیپے میں پانی انڈیل دیا ـــ جوں ھی اس منہ تک بھرے ھوئے پیپے میں سے پانی اچھل کر باھر نکلنے لگا، وہ گھبرا کر دیوانہ وار پیچھے ھٹی ـــ

حیرت اور گھبراھٹ میں وہ کراھنے سی لگی اور ادھر ادھر مڑ مڑ کر، ھر ھر طرف سے پیپے کا معائنہ کرنے لگی ـــ اس نے پانی میں ھاتھ ڈال کر اسے سونگھا ـــ پھر وہ یہ دیکھنے کے لئے تیزی سے برساتی میں گئی کہ دروازے کا قفل تو ٹھیک ٹھاک ھے ـــ آخرکار جب اس کی کچھ سمجھ میں نہ آیا تو اس نے پڑوسن کی کنڈی کھٹکھٹائی ـــ

تیمور ہنسنے لگا اور چھپنے کی جگہ سے نکل آیا — اسے جلدی کرنی پڑی — سورج چڑھنے لگا تھا — کولیا کا کوئی اتہ پتہ نہیں تھا اور لائن کی مرمت کرنی ابھی باقی تھی —

* * *

باغ سے کھلیان کی طرف جاتے ہوئے تیمور نے ژینیا کے مکان کی کھلی ہوئی کھڑکی میں سے جھانک کر اندر دیکھا —

ژینیا بنیان اور نیکر پہنے اپنے پلنگ کے قریب رکھی ہوئی میز پر بیٹھی کچھ لکھ رہی تھی — وہ جھنجھلا کے بار بار سر کو جھٹکا دے کر اپنے چہرے پر سے بال ہٹا رہی تھی —

جب ژینیا نے تیمور کو دیکھا تو اس کے چہرے پر خوف یا تعجب کے کوئی آثار پیدا نہیں ہوئے — اس نے فقط ہاتھ کے اشارے سے اسے منع کیا کہ اولیا کو نہ جگائے — پھر اس نے نامکمل خط ایک دراز میں رکھ دیا اور خود دبے پاؤں باہر نکل آئی —

جب ژینیا نے وہ واردات سنی جو صبح تیمور کو پیش آئی تھی تو اولگا کی ساری ہدایات بھول بھال کر اس نے بڑی خوشی سے اپنی خدمات پیش کیں کہ وہ تیمور کے ساتھ مل کر لائن کی مرمت کرے گی جو خود اسی نے توڑی تھی —

کام ختم کرنے کے بعد جب تیمور باڑ کے اس پار جا کھڑا ہوا تو ژینیا نے اس سے کہا:

''نہ جانے کیوں میری بہن تم سے نفرت کرتی ہیں —،،

''عجیب بات ہے!،، تیمور کے لہجے میں جھنجھلاہٹ تھی — ''اور میرے چچا کے تمہارے لئے یہی جذبات ہیں —،،

یہ کہہ کر وہ جانے کے لئے تیار ہوا مگر ژینیا نے اسے روکتے ہوئے کہا:

''ایک منٹ ٹھیرو — ذرا کنگھا تو کر لو — تمہاری صورت دیکھنے کے قابل ہو رہی ہے آج!،،

اس نے تیمور کو اپنا کنگھا دیا — عین اسی وقت اولگا کھڑکی کے پیچھے سے خفگی سے چلائی:

''ژینیا! کیا کر رہی ہو تم؟،،

ایک ہی لمحے بعد دونوں بہنیں برساتی میں ایک دوسرے کے آمنے سامنے کھڑی تھیں —

''میں تو تمہارے دوستوں کا انتخاب نہیں کرتی آخر!،، ژینیا نے بےبسی کے عالم میں اپنی صفائی پیش کی — ''اور کیسے دوست؟ بالکل معمولی دوست — فلالین کا سوٹ پہنے ہوئے — 'اوہ! تمہاری بہن کتنا عمدہ باجہ بجاتی ہیں!'، عمدہ! اسے سننا چاہئے کہ تم کتنی عمدہ طرح ڈانٹ ڈپٹ کر سکتی ہو! دیکھو! میں ابا کو یہ سب باتیں لکھہ رہی ہوں!،،

''ژینیا! یہ لڑکا آوارہ گرد ہے اور تم احمق!،، اولگا نے اپنے مزاج کو قابو میں رکھنے کی کوشش کرتے ہوئے رکھائی سے کہا — ''اگر دل چاہے تو ابا کو ضرور لکھو، لیکن اگر آئندہ میں نے تمہیں اس لڑکے کے ساتھہ دیکھا تو فوراً تمہیں لے کر یہاں سے ماسکو چلی جاؤں گی — اور تم جانتی ہی ہو کہ میں اپنے قول کی پکی ہوں!،،

''ہاں خوب جانتی ہوں، ظالم کہیں کی!،، ژینیا نے جواب دیا اور اس کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر آئیں —

''اچھا اب یہ پڑھو،، اولگا نے کہا — اس نے پچھلی رات کو آیا ہوا تار میز پر رکھہ دیا اور باہر چلی گئی —

تار میں لکھا تھا:

''راستے میں چند گھنٹے ماسکو ٹھیروں گا — تاریخ کی اطلاع تار سے دوں گا — ابا —،،

ژینیا نے آنسو پونچھے، تار کو اپنے ہونٹوں سے لگایا اور زیرلب کہا:

''ابا، خدا کے واسطے جلدی آ جائیے! ابا، آپ کی ننھی ژینیا کی زندگی عذاب میں ہے!،،

* * *

اس بوڑھی عورت کے مکان پر، جس نے ننھی نیورا کی بکری کھونے پر اس قدر زوردار ٹھکائی کی تھی، ایندھن کی دو گاڑیاں پہنچائی گئیں —

بوڑھی نانی لکڑیوں کو ٹھکانے سے رکھتے ہوئے جھینکتی اور کراھتی جا رھی تھی اور لاپرواہ گاڑیبانوں کو برا بھلا کہتی جا رھی تھی جنھوں نے اس بری طرح ھر طرف لکڑیاں پھیلا دی تھیں — یہ کام اس کی طاقت سے باھر تھا — اس کو کھانسی کا دورہ پڑ گیا اور وہ دم لینے کے لئے سیڑھی پر بیٹھ گئی — پھر اس نے ایک پانی دینے کا فوارہ اٹھایا اور لنگڑاتی ھوئی اپنے ترکاریوں کے باغ کی طرف چل پڑی — اب احاطے میں صرف نیورا کا تین سالہ بھائی رہ گیا تھا — وہ یقیناً بڑا جیالا اور چلبلا تھا کیونکہ اپنی نانی کی پیٹھ مڑتے ھی اس نے ایک لکڑی اٹھا لی اور اسے بنچ اور اوندھی ھوئی ناند پر مارنے لگا —

اسی وقت سیما سیماکوف نے جو بھگوڑی بکری کی تلاش میں سرگرداں تھا اپنے آدمیوں میں سے ایک کو جنگل کے نکڑ پر چھوڑا اور خود باقی سب کو ساتھ لئے دوڑتا ھوا احاطے میں داخل ھوا — وہ بکری اتنی پھرتیلی تھی کہ کھاڑیوں اور جھاڑیوں کو پھلانگنے میں شیر کا مقابلہ کر سکتی تھی!

سیما سیماکوف نے ننھے بچے کے منہ میں مٹھی بھر جنگلی اسٹابریاں ٹھونس دیں اور اس کے ھاتھ میں ایک چمک دار رنگ برنگا پر تھما دیا — اور دوسری طرف سیما سیماکوف کے آدمی انتہائی تیزی کے ساتھ لکڑی کے گٹھوں کو ترتیب سے رکھنے میں جٹ گئے —

اس دوران میں سیما دوڑکر ترکاریوں کے باغ میں گیا تاکہ نانی اماں کو وھیں روکے رکھے — وہ سیب اور چیری کے درختوں کے ایک جھنڈ کے قریب جاکر رک گیا اور باڑ کے سوراخ میں سے جھانکنے لگا —

اس نے دیکھا کہ نانی نے بھر گود کھیرے توڑ رکھے تھے اور اب ان کو لے کر وہاں سے روانہ ہونے ہی والی تھی۔

سیما نے دھیرے دھیرے باڑ کے تختوں پر دستک دی۔

نانی اماں چونک پڑی۔ پھر سیما نے ایک ٹوٹی ٹہنی اٹھا لی اور اس سے سیب کے درخت کی شاخوں کو چھیڑنے لگا۔

نانی اماں کو خیال ہوا کہ ہو نہ ہو کوئی دبے پاؤں باڑ پر چڑھ کر سیب چرانے آیا ہے۔ اس نے اپنے کھیرے تو پٹکے زمین پر اور خود بچھو بوٹیوں کا ایک گچھا ہاتھ میں لے کر دبے پاؤں باڑ کے پاس پہنچی اور دبک کر بیٹھ رہی۔

سیما نے پھر سوراخ میں سے جھانکا لیکن اس دفعہ اسے بڑی بی دکھائی نہیں دی۔ کچھ پریشان سا ہوکر اس نے اچھل کے باڑ کا اوپری تختہ پکڑ لیا اور سنبھل سنبھل کر، احتیاط سے چڑھنے لگا۔

ٹھیک اسی لمحے بڑی بی ایک فتح مندانہ نعرہ لگاتی ہوئی اچھل کر اپنی کمین گاہ سے باہر نکل آئی اور سیما کے ہاتھوں پر بچھو بوٹیوں کے گچھے مارنے لگی۔

سیما اپنے دکھتے ہوئے ہاتھوں کو بری طرح ہلاتا ہوا بھاگ کر پھاٹک پر پہنچا۔ وہاں سے دوسرے لڑکے بھی جو اپنا کام پورا کر چکے تھے، نکل نکل کر بھاگ رہے تھے۔

ایک دفعہ پھر احاطے میں سوائے اس ننھے لڑکے کے اور کوئی نہیں رہا۔ اس نے لکڑی کا ایک ٹکڑا اٹھایا، اسے ایندھن کے ڈھیر کے اوپر رکھا اور پھر سفیدے کی چھال کا ایک ٹکڑا گھسیٹ لایا۔

نانی اماں ترکاریوں کے باغ سے لوٹی تو اسے اسی شغل میں لگا ہوا پایا۔ لکڑیوں کو اس طرح قرینے سے لگا دیکھ کر اس کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔

''یہاں میرے پیچھے کون کام کرتا رہا ہے؟،، اس نے پوچھا۔

بچے نے اپنا چھال کا ٹکڑا بھی لکڑیوں کے ڈھیر میں ڈال دیا اور بڑی شان سے کہا:

''دیکھتی نہیں ہو نانی اماں، میں کام کر رہا ہوں، کام—،،

اتنے میں گوالن احاطے میں داخل ہوئی اور دونوں بڑھیاں جوش اور گھبراہٹ کے ملے جلے انداز میں پانی اور لکڑی کی عجیب و غریب وارداتوں کے متعلق بات چیت کرنے لگیں— انہوں نے بچے سے کچھ نہ کچھ کہلوانے کی کوشش کی مگر اس سے انہیں بہت کم معلوم ہو سکا— اس نے انہیں اتنا ہی بتایا کہ کچھ لوگ کود کر احاطے میں داخل ہوئے تھے اور انہوں نے اسے میٹھی اسٹاپریاں کھلائیں، ایک پر دیا اور اس سے یہ بھی وعدہ کیا کہ اسے دو کانوں اور چار ٹانگوں والا خرگوش پکڑ کر دیں گے— اس کے بعد انہوں نے سلیقے سے لکڑیوں کا ڈھیر لگا دیا اور بھاگ گئے—

نیورا احاطے میں داخل ہوئی—

''نیورا،، نانی اماں نے پوچھا— ''تم نے دیکھا ابھی کون ہمارے احاطے میں آیا تھا؟،،

''نہیں — میں تو بکری کی تلاش میں لگی تھی،، نیورا نے جل کر کہا— ''دن بھر اس کی تلاش میں ماری ماری پھری ہوں—،،

''ارے اسے کسی نے چرا لیا!،، نانی اماں نے گوالن کی طرف مڑکر فریاد کی ''ہائے ہائے کیا بکری تھی! بکری کیا فاختہ تھی، فاختہ!،،

''فاختہ!،، نیورا نے نانی اماں سے ذرا دور ہٹ کر ناک چڑھا کے کہا— ''جب وہ سینگ ہلانا شروع کرتی ہے تو اس کی زد سے بچنا ناممکن ہو جاتا ہے! فاختاؤں کے بھی کہیں سینگ ہوتے ہیں!،،

''چپ رہو، نیورا! زبان قابو میں رکھو نکمی لڑکی!،، نانی اماں چیخی— ''میں یہ تو نہیں کہہ رہی ہوں کہ بکری ذرا

تیز مزاج نہیں تھی — میں تو اپنی پیاری بکری کو بیچنا چاہتی تھی — اور اب میری ننھی فاختہ غائب ہو گئی!،،

ٹھیک اسی وقت ایک تیز چرمراہٹ کے ساتھ پھاٹک چوپٹ کھل گیا، بکری اپنے سینگ زمین پر مارتی ہوئی تیزی سے اندر داخل ہوئی اور سیدھی گوالن کی طرف چلی — وہ بچاری اپنا بھاری سا دودھ کا برتن اٹھا کر چیخ مارتی ہوئی کود کے برساتی میں پہنچ گئی — اسی وقت بکری مکان کے پہلو میں سینگ مارنے کے بعد رک گئی —

اس وقت سب کا دھیان اس تختی کی طرف گیا جو بکری کے سینگوں سے باندھ دی گئی تھی — اس پر لکھا تھا:

میں ہوں اچھی اچھی بکری،
پیٹ ہے لیکن میرا خالی —
نیورا کو گر مارا کسی نے
چٹ میں اسے کر جاؤں گی —

اس وقت باڑ کے اس پار لڑکوں کی ایک ٹولی کونے میں کھڑی ہنسی کے مارے لوٹ پوٹ ہو رہی تھی —

سیما سیما کوف نے زمین میں ایک لکڑی کا ٹکڑا گھسا دیا اور اس کے چاروں طرف ایک دیوانہ وار ناچ ناچ کر بڑے فخر سے یہ گیت گانے لگا:

ہم نہیں کرتے غنڈہ گردی
ہم تو ہیں پائینیروں کی ٹولی!
ہم ہیں جوان مرد، ہم ہیں جیالے!

پھر سب لڑکے پرندوں کے غول کی طرح چپ چاپ ادھر ادھر سٹک گئے —

اب بھی بہت سا کام کرنا باقی تھا — لیکن اس وقت سب سے ضروری چیز یہ تھی کہ ایک الٹی میٹم تیار کرکے میشکا کواکین کو بھیجا جائے —

کسی کو نہیں معلوم تھا کہ الٹی میٹم کیسے لکھا جاتا ھے، سو تیمور نے اپنے چچا سے رائے لی —

اس کے چچا نے بتایا کہ الٹی میٹم لکھنے کا ہر ملک کا اپنا ایک الگ طریقہ ھوتا ھے مگر اخلاق و آداب کا تقاضا یہ ھے کہ الٹی میٹم ختم ھمیشہ ان الفاظ پر کیا جائے:

''وزیر اعظم صاحب! میں ھوں آپ کا نیاز مند...،،

اس کے بعد اس ملک کا سفیر دشمن ملک کے حاکم کو الٹی میٹم دے دیتا ھے —

یہ طریقہ نہ تیمور کو جچا نہ ھی اس کے ساتھیوں کو — سب سے پہلی بات تو یہ تھی کہ وہ اس آوارہ گرد کواکین کے 'نیاز مند، نہیں بننا چاھتے تھے اور پھر یہ بھی بات تھی کہ اس کی ٹولی میں ان کا نہ تو کوئی مستقل سفیر تھا اور نہ ھی کوئی نائب سفیر —

اس نکتے پر بحث مباحثہ کرنے کے بعد انہوں نے فیصلہ کیا کہ ایک زیادہ سادہ قسم کا الٹی میٹم بھیجا جائے جیسا کہ زاپوروژئے کے کزاکوں نے ترکی سلطان کو بھیجا تھا — ان سب نے اس کی تصویر اس کتاب میں دیکھی تھی جس میں بتایا گیا ھے کہ بہادر کزاک کس طرح ترکوں، تاتاریوں اور پولستانیوں سے لڑے تھے —

* * *

جس مکان میں ژینیا اور اولگا رھتی تھیں اس کے مقابل والے مکان کے جستی رنگ کے پھاٹک پر سیاہ حاشیے والا سرخ ستارہ بنا ھوا تھا — وھاں پھاٹک کے پیچھے سایہ‌دار باغ میں بجری کی روش پر ایک چھوٹی سی سنہری بالوں والی لڑکی ڈگمگاتی ھوئی چل رھی

تھی — اس کی ماں جو ایک اداس اور تھکے ہوئے چہرے والی خوبصورت عورت تھی، کھڑکی کے قریب ایک جھولا کرسی پر بیٹھی ہوئی تھی — کھڑکی کے تختے پر جنگلی پھولوں کا ایک رنگ برنگا گلدستہ رکھا تھا —

اس عورت کے سامنے کھلے ہوئے خطوں اور تاروں کا ایک ڈھیر لگا تھا — وہ دوستوں، عزیزوں، ملاقاتیوں اور غیروں سبھی نے بھیجے تھے —

یہ تمام تار اور خط دلی ہمدردی کے اظہار سے بھرے ہوئے تھے — وہ جنگل کی گونج کی طرح، کہیں دور سے اسے مخاطب کرتے ہوئے معلوم ہوتے تھے، ایک ایسی آواز بازگشت کی طرح جو کسی بھٹکے ہوئے راہی کو نہ تو اس کی منزل کا پتہ دیتی ھے اور نہ اسے کوئی آس دلاتی ھے لیکن یہ احساس دلا کر اسے تسلی دیتی ھے کہ وہ جنگل بیابان میں تنہا نہیں بلکہ اس کے اور بھی ہمنوا وھیں کہیں قریب ھی موجود ھیں —

سنہری بالوں والی ننھی لڑکی باڑ کے پاس آکر رک گئی — وہ اپنی گڑیا کو اس طرح پکڑے ہوئی تھی کہ اس کا سر نیچے تھا اور ٹانگیں اوپر، اور اس کے لکڑی کے بازو اور بھٹے کے بالوں کی سنہری چوٹیاں زمین پر گھسٹ رھی تھیں — باڑ سے ایک نقشین چوبی خرگوش لٹکا ہوا تھا — اس کے چہرے سے مسخراپن ٹپک رہا تھا اور وہ اپنا ایک پنجہ ھلا ھلا کر ایک چھوٹا سا بیلالائکا بجا رہا تھا —

اس انوکھی اور بےحد بڑھیا چیز کو دیکھ کر ننھی بچی بہت خوش ہوئی — اس نے اپنی گڑیا کو زمین پر گرا دیا اور باڑ کی طرف دوڑی — واہوا! خوبصورت خرگوش خود بخود اس کے ھاتھ میں آ گرا! اور باڑ کے پیچھے سے ژینیا کا مسکراتا جگمگاتا چہرہ نمودار ہوا —

ننھی بچی نے ژینیا کی طرف دیکھا۔
''تم میرے ساتھ کھیل رہی تھیں؟،،
''ھاں۔ تم چاھتی ھو کہ میں کود کر اندر آ جاؤں؟،،
''یہاں بچھو بوٹیاں اگی ھوئی ھیں،، ننھی بچی نے تھوڑی دیر سوچنے کے بعد ژینیا کو خبردار کیا۔ ''کل میرے ھاتھہ میں بچھوبوٹیوں نے کاٹ لیا تھا۔،،
''کوئی بات نہیں،، ژینیا کود پڑی ''میں کانٹوں سے نہیں ڈرتی۔ مجھے ذرا وہ کانٹے تو دکھاؤ جو کل تمہارے ھاتھہ میں چبھے تھے۔ یہ ھیں وہ؟ میں ان کو اکھاڑ کر پھینک دوں گی، ان کو خوب کچلوں گی اور ان پر تھوکوں گی۔ بس اب ٹھیک ھے؟ آؤ اب کھیلیں! تم خرگوش لے لو اور میں گڑیا لئے لیتی ھوں۔،،
برساتی سے اولگا نے دیکھا کہ ژینیا پڑوسن کی باڑ کے قریب کھیل رھی ھے لیکن اس نے اپنی چھوٹی بہن کو ٹوکنا نہیں چاھا۔ وہ آج صبح بہت کافی رو لی تھی! لیکن جب اولگا نے ژینیا کو باڑ کے اوپر سے پڑوسن کے باغ میں کودتے دیکھا تو وہ کچھہ پریشان سی ھو گئی۔ وہ سڑک پار کرکے پھاٹک پر آئی اور اسے کھولا۔
اب ژینیا اور ننھی بچی دونوں کھڑکی کے پاس عورت کے قریب کھڑی تھیں اور وہ اس ھنسانے والے خرگوش کو دیکھہ کر مسکرا رھی تھی جسے اس کی بیٹی نچا کدا رھی تھی۔
اولگا کے اندر داخل ھونے پر ژینیا کے چہرے پہ پریشانی کے آثار پیدا ھوتے دیکھہ کر اس عورت نے اندازہ لگایا کہ اولگا ناخوش ھے۔
''مہربانی کرکے اپنی بہن پر خفا نہ ھوئیے گا،، اس نے دھیرے سے اولگا سے کہا۔ ''یہ تو صرف میری ننھی بچی کے ساتھہ کھیل رھی ھے۔ ھم پر بہت برا وقت آن پڑا ھے۔،، عورت ذرا دیر کو خاموش ھو گئی۔ ''میں تو سارے وقت رو رو کر آنکھیں

پھوڑے لے رہی ہوں،، عورت نے اپنی ننھی سی بچی کی طرف اشارہ کر کے تقریباً سرگوشی کی۔ ''یہ تو جانتی بھی نہیں کہ اس کے باپ ابھی چند دن ہوئے سرحد پر مارے گئے ہیں۔،،

اب کی دفعہ اولگا کے جھینپنے کی باری تھی اور ژینیا اس کو تلخ اور ملامت بھری نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

''میں بالکل اکیلی ہوں،، عورت کہے گئی۔ ''میری ماں بہت دور پہاڑی علاقے میں رہتی ہیں، بھائی فوج میں ہیں اور میرے کوئی بہن نہیں۔،،

اس نے ژینیا کا کندھا چھو کر کھڑکی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا:

''کیا کل رات تم ہی نے یہ گلدستہ میری برساتی میں رکھا تھا؟،،

''نہیں،، ژینیا نے تقریباً سانس روک کر کہا۔ ''میں نے تو نہیں رکھا مگر یہ شاید ہمارے کسی ساتھی نے رکھا ہو...،،

''کون؟،، اولگا نے حیران ہوکر ژینیا کو دیکھا۔

''میں نہیں جانتی،، ژینیا ڈر گئی۔ ''یہ میں نے نہیں رکھا۔ میں اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتی۔ دیکھئے کوئی آ رہا ہے۔،،

مکان کے سامنے ایک کار رکی اور اس میں سے دو ہوائی فوج کے کماندار نکلے۔ انہوں نے پھاٹک کھولا اور روش پر چل کر ادھر آنے لگے۔

''یہ لوگ مجھ سے ملنے آئے ہیں،، عورت بولی ''شاید یہ اب پھر مجھ سے پوچھیں گے کہ میں کرائمیا یا قفقاز کے کسی سینی‌ٹوریم میں آرام کرنا چاہتی ہوں یا نہیں۔،،

ان دونوں نے ٹوپی چھو کر سلام کیا۔ ان میں بڑا افسر کپتان تھا۔ اس نے شاید اس عورت کے آخری الفاظ سن لئے تھے سو اس نے کہا:

''نہیں اس دفعہ کرائمیا یا قفقاز کے کسی سینی ٹوریم کا سلسلہ نہیں ہے — آپ اپنی ماں سے ملنا چاہتی تھیں نا؟ تو وہ آپ سے ملنے آ رہی ہیں — وہ آج ایرکوتسک سے چلیں گی — وہاں تک انہیں اسپیشل ہوائی جہاز میں لایا گیا ہے —،،

''کس نے یہ سارا انتظام کیا؟،، وہ عورت انتہائی حیرت اور خوشی کی آواز میں چلائی — ''آپ نے؟،،

''نہیں،، کپتان نے جواب دیا — ''ہمارے اور آپ کے ساتھیوں نے —،،

ننھی بچی دوڑتی ہوئی آئی اور بے باکی سے مہمانوں کو دیکھنے لگی — غالباً نیلی وردی اب اس کے لئے مانوس چیز ہو گئی تھی —

''امی میرے لئے ایک جھولا بنا دو، میں اس پر بیٹھ کر خوب لمبی لمبی پینگیں لوں گی — اور اڑتی ہوئی دور، بہت دور چلی جاؤں گی — ابا کی طرح،، اس نے ماں سے کہا —

''نہیں نہیں، کہیں مت جاؤ!،، ماں چیخ پڑی — اس نے بچی کو گود میں اٹھا کر زور سے چمٹا لیا — ''نہیں تم اڑ کر کہیں مت جاؤ... جیسے تمہارے ابا دور چلے گئے ہیں ویسے تم نہ جاؤ...،،

* * *

میشکا کواکین کی ٹولی جس جگہ بیٹھی تاش کھیل رہی تھی وہ ''چھوٹی کھاڑی،، نام کی سڑک سے ذرا دور ایک ہرا بھرا ڈیزی کے پھولوں سے ڈھکا ہوا میدان تھا — وہ اس گرجا کے پیچھے تھا جس کی گرتی ہوئی دیواری تصویروں میں سخت چہروں کے ڈاڑھی والے بوڑھے اور ڈاڑھی مونچھ صاف فرشتے بنے ہوئے تھے اور یہ میدان ''روزجزا،، کی تصویر کے ذرا دائیں جانب تھا جس میں تارکول، کڑھائیاں اور ادھر ادھر لپکتے ہوئے شیطان بھی دکھائے گئے تھے —

میشکا کواکین کی ٹولی کے پاس پیسے تو تھے نہیں اس لئے ھارنے والوں کے لئے مختلف قسم کی سزائیں تجویز کر لی گئی تھیں — ھارنے والے کی آنکھیں باندھه دی جاتی تھیں اور اسے پیٹھه کے بل گھاس پر لیٹنے پر مجبور کیا جاتا تھا اور ایک 'شمع' یعنی ایک لمبی سی چھڑی اس کے ھاتھه میں تھما دی جاتی تھی — اس چھڑی کی مدد سے اسے اپنے نرم دل بھائیوں کے حملوں کا جواب دینا ھوتا تھا جو اس مرے ھوئے آدمی پر رحم کھا کر انتہائی بےدردی سے اس کے ننگے گھٹنوں، ٹخنوں اور ایڑیوں کو بچھو بوٹیوں کی شاخوں سے پیٹتے تھے تاکہ اس میں جان پڑ جائے —

کھیل اپنے عروج پر تھا جب باڑ کے دوسری طرف سے ایک بگل کی تیز چیخ سنائی دی —

تیمور کا سفیر وھاں کھڑا تھا —

کولیا کلاکولچیکوف نے جو فوج کا نقارچی تھا ایک، چمکتا ھوا تانبے کا بگل لے رکھا تھا اور ننگے پاؤں والے گےئیکا کے ھاتھه میں چیزیں لپیٹنے والے کاغذ کا بنا ھوا ایک لفافه تھا —

''یه کیا سرکس کا تماشه ھے؟،، جو لڑکا لم ٹنگو کہلاتا تھا اس نے باڑ کے اوپر جھک کر پوچھا — ''میشکا!،، وہ مڑکر چیخا ''کھیل چھوڑ دو، ایک ڈیلی گیشن تم سے ملنے آیا ھے!،،

''لو میں آ گیا،، میشکا کواکین نے باڑ پر چڑھه کر کہا — ''ارے او گےئیکا! اپنے ساتھه یه کس بونے کو لے آئے ھو؟،،

''لو یه لفافه لو،، گےئیکا نے اسے الٹی میٹم پکڑا دیا — ''تمھیں چوبیس گھنٹے کی مہلت اس پر غور کرنے کے لئے دی جاتی ھے — میں کل اسی وقت جواب لینے آؤں گا —،،

لفظ بونا کولیا کو تیر کی طرح لگ گیا — اس نے اپنا بگل اٹھایا اور کلے پھلا کر غضبناک حالت میں واپسی کا بگل بجایا — پھر دونوں سفیر بڑے خاموش وقار کے ساتھه وھاں سے رخصت ھو

گئے اور باڑ سے لگے ہوئے لڑکوں کی ایک قطار انہیں کھوجی نگاہوں سے دیکھتی رہی —

''مگر یہ ہے کیا بلا!،، کواکین نے لفافے کو الٹ پلٹ کر لڑکوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو منہ کھولے کھڑے تھے — ''ہم اچھے خاصے چین سے زندگی گزار رہے تھے کہ ایکا ایکی یہ شگوفہ کھلا! نہیں، یارو میری سمجھ میں اس قصے کا سر پیر کچھ نہیں آتا!،،

اس نے لفافہ کھولا اور باڑ پر بیٹھے ہی بیٹھے پڑھنا شروع کر دیا:

'''میشکا کواکین، پھل چوروں کے گروہ کے سردار کے نام، یہ میرے لئے ہے،، اس نے زور سے بات صاف کی ''پورے القاب آداب موجود ہیں —،، وہ پھر پڑھنے لگا '''اور اس کے بدنام مددگار پیوتر پیاتاکوف، عرف لم‌ٹنگو کے نام، یہ تم ہو،، اس نے خوش ہو کر لم‌ٹنگو سے کہا ''واقعی بڑا زوردار لفظ ہے 'بدنام!، سچ پوچھو تو کچھ زیادہ ہی معقول لفظ ہے — وہ ایک بےوقوف آدمی کو اس سے زیادہ سادہ نام دے سکتے تھے — 'اور اس کے علاوہ ان کے گروہ کے سارے بدنام ممبروں کے نام ایک الٹی میٹم بھیجا جاتا ہے —، یہ الٹی میٹم کیا بلا ہے!،، کواکین نے تحقیرآمیز لہجے میں کہا ''میرے خیال میں کوئی گالی وغیرہ ہے —،،

''یہ ایک بین‌الاقوامی لفظ ہے — وہ ہماری ٹھکائی کرنے والے ہیں،، خشخشی بالوں والے الیوشا نے جو لم‌ٹنگو کے قریب کھڑا تھا، سمجھایا —

''تم صاف صاف کیوں نہیں کہتے!،، کواکین نے کہا ''اچھا اب دفعہ نمبر ایک شروع ہوتی ہے:

'''چونکہ تم لوگ باامن شہریوں کے باغوں پر چھاپہ مارتے ہو، اور اس میں لال ستارےوالے گھر بھی شامل ہیں، یہاں تک

کہ جن گھروں پر سوگ کی نشانی والے سیاہ حاشیے کے لال ستارے بنے ھیں تم انہیں بھی نہیں چھوڑتے اس لئے، اے ذلیل بدمعاشو، ھم تمہیں حکم دیتے ھیں...،

''حد کر دی! ذرا ان کتوں کی بدزبانیوں پر تو غور کرو!،، کواکین نے گھبراکر مسکرانے کی کوشش کی اور اپنی بات جاری رکھی- ''اور ابھی تو دیکھو کیا کیا شاندار الفاظ اور کوما اور وقفے آ رھے ھیں! حد ھو گئی!،،

'''تم میشکا کواکین اس بدمعاش شخص لم‌ٹنگو سمیت کل صبح تک ھمارے پیغام‌بروں کی بتائی ھوئی جگہ پر پہنچ جاؤ اور اپنے ساتھہ اپنے ذلیل گروہ کے ممبروں کی پوری فہرست لے کر آؤ-

'''اور اگر تم نے انکار کیا تو ھم لا محدود آزادی' عمل کا حق استعمال کرنے میں اپنے آپ کو حق بجانب سمجھینگے-، ،،

''آزادی سے ان کا کیا مطلب ھے؟،، کواکین نے کہا- ''ھم نے تو ان کو کہیں بند وند بھی نہیں کیا کبھی!،،

''یہ فقط ایک بین‌الاقوامی لفظ ھے- اس کا مطلب یہ ھے کہ وہ ھماری ٹھکائی کرنےوالے ھیں-،، خشخشی بالوں‌والے الیوشا نے پھر سمجھایا-

''تو پھر صاف صاف کیوں نہیں کہتے وہ؟،، کواکین نے جھنجھلا کر کہا- ''یہ برا ھوا کہ گے‌ئیکا چلا گیا- معلوم ھوتا ھے وہ بہت دن سے رویا نہیں ھے!،،

''وہ نہیں روئےگا- اس کا بھائی ملاح ھے،، الیوشا نے کہا-

''تو کیا ھوا؟،،

''اس کا باپ بھی ملاح تھا- وہ نہیں روئےگا-،،

''تو اس سے تمہارا کیا تعلق ھے؟،،

''میرے چچا بھی ملاح ھیں-،،

''بس بند بھی کرو اپنی بکواس!،، کواکین برس پڑا- ''معلوم نہیں تم باپ، بھائی اور چچا کے نام کی رٹ کیوں لگائے جا رھے

ہو— اس کے علاوہ تمہیں اپنے بال بڑھانے چاہئیں، الیوشا، کیونکہ سورج نے تمہاری گدی کو جھلس کر رکھا دیا ہے— اور تم کیا بدبدا رہے ہو؟،، اس نے لم‌ٹنگو سے پوچھا—

''کل ہمیں ان پیغامبروں کو پکڑنا چاہئے اور پھر اس تیمور اور اس کے گروہ کی کندی بنانی چاہئے،، لم‌ٹنگو نے خفگی سے مختصر سی بات کی— وہ الٹی‌میٹم کی وجہ سے بہت خفا تھا—

بات یہیں پر ختم ہو گئی—

گرجا کے سائے میں جانے کے بعد سردار اور اس کا نائب ایک تصویر کے پاس رک گئے — اس میں بہت سے ہٹے کٹے، تندرست و توانا شیطان روتے چیختے اور ہاتھ پاؤں مارتے ہوئے گناہ‌گاروں کو دوزخ کی طرف گھسیٹ رہے تھے— کواکین نے لم‌ٹنگو سے پوچھا:

''یہ بتاؤ کہ کیا تم اس باغ میں بھی کودے تھے جہاں وہ ننھی بچی رہتی ہے جس کا باپ مارا گیا تھا؟،،

''ہاں کودا تھا— کیوں کیا بات ہے؟،،

''اصل میں بات یہ ہے،، کواکین نے دیواری تصویر پر انگلی پھیرتے ہوئے منہ بنا کر کہا ''میں تیمور کے نشانوں کی ذرہ برابر پرواہ نہیں کرتا اور اس کی میں ہمیشہ ٹھکائی کرونگا...،،

''اچھا تو پھر تم ان شیطانوں کے اوپر انگلی کیوں پھیر رہے ہو؟،، لم‌ٹنگو نے پوچھا—

''کیونکہ،، کواکین منہ ٹیڑھا کر کے ہنسا ''تم میرے دوست ہو مگر تم دنیا کی اور کسی چیز سے اتنا زیادہ مشابہ نہیں ہو جتنا اس موٹے گندے شیطان سے...،،

* * *

صبح کو گوالن کو اپنے تین مستقل گاہک گھر پر نہیں ملے اور بازار جانے کا وقت نہیں تھا، سو اس نے اپنا دودھ کا برتن اٹھایا اور گھر گھر گھومنے کے لئے نکل گئی—

وہ ہر گھر پر گئی لیکن کہیں کام نہیں بنا — آخر میں وہ تیمور کے مکان پر آئی —

اس کو احاطے میں کسی کی کھری اور خوشگوار آواز گاتی ہوئی سنائی دی — اس کا مطلب یہ تھا کہ مالک مکان گھر پر ہے اور ممکن ہے اس کا کچھ کام بن جائے —

پھاٹک میں داخل ہوتے ہوئے گوالن نے آواز لگائی:

''دودھ لو دودھ!،،

''ایک سیر!،، ایک بھاری اور نیچی آواز سنائی دی —

گوالن اپنا برتن نیچے زمین پر رکھ کر مڑی تو اس نے دیکھا کہ ایک چیتھڑے لگائے ہوئے مٹیالے بالوں والا، لنگڑا بوڑھا جھاڑیوں کے پیچھے سے برآمد ہوا جس کے ہاتھ میں ایک خمدار تلوار تھی —

''میں پوچھ رہی تھی کہ آپ کو دودھ چاہئے؟،، گوالن نے پوچھا اور ڈر کر پیچھے ہٹنے لگی — ''اوئی آپ کس قدر بھیانک لگ رہے ہیں! آخر آپ کر کیا رہے ہیں، اس تلوار سے گھاس کاٹنے کی کوشش کر رہے ہیں؟،،

''ایک سیر — برتن میز پر ہے،، بوڑھے نے کرخت آواز میں اپنی تلوار زمین میں گاڑ کر کہا —

''آپ کو درانتی خریدنی چاہئے،، گوالن اپنی بات کہے گئی — اس نے تیزی سے برتن میں دودھ انڈیلا اور مشکوک نگاہوں سے بوڑھے کی طرف دیکھنے لگی — ''اور یہ تلوار پھینک دیجئے — اس طرح کی تلوار سے سیدھا سادا آدمی تو بالکل ہی ڈر جائے!،،

''کتنے پیسے؟،، بوڑھے نے اپنی تھیلے نما پتلون کی جیب میں ہاتھ ڈالتے ہوئے پوچھا —

''جتنے سب دیتے ہیں،، گوالن نے جواب دیا — ''دو روبل اسی کوپک سیر — میں مہنگا نہیں دیتی —،،

بوڑھا اپنی جیبیں ٹٹولنے لگا اور ایک بڑا سا پرانا ریوالور نکالا —

"اچھا پیسے بعد میں دے دینا،، گوالن اپنا برتن اٹھا کر وہاں سے جاتے ہوئے بولی — "آپ تکلیف نہ کیجئے بھلے مانس!،، اس نے کہا — اب وہ تقریباً بھاگ رہی تھی اور بیچ بیچ میں مڑ کر دیکھتی بھی جا رہی تھی — "پیسوں کی کوئی بات نہیں، بعد میں لے لوں گی —،،

وہ تیزی سے پھاٹک تک گئی اور اس میں سے نکل کر کھٹ سے اسے بند کر دیا — پھر گلی میں پہنچ کر خفگی سے چیخ کر کہنے لگی:

"تمہیں پاگل خانے میں بند کر دینا چاہئے، بوڑھے شیطان، اس طرح آزاد پھرنے کی تمہیں اجازت نہیں ہونا چاہئے — ہاں اور کیا! پاگل خانے میں قفل کنجی کے اندر رہنا چاہئے تمہیں، اور کہیں نہیں!،،

بوڑھے نے کندھے اچکائے، تین روبل کا نوٹ واپس جیب میں ٹھونس لیا اور جلدی سے ریوالور اپنی پشت کے پیچھے چھپا لیا کیونکہ بوڑھا ڈاکٹر کلاکول‌چیکوف باغ میں داخل ہو رہا تھا —

اس کے چہرے سے سنجیدگی ٹپک رہی تھی اور وہ خیالات میں کھویا ہوا معلوم ہو رہا تھا — وہ اپنی چھڑی کا سہارا لئے ہوئے، وقار سے ریتیلی روش پر چل رہا تھا —

اس عجیب و غریب بوڑھے کو دیکھ کر بوڑھا ڈاکٹر کھنکارا، اپنی عینک ٹھیک کی اور پوچھا:

"کیا آپ بتا سکتے ہیں اس گھر کے مالک سے میں کیسے مل سکتا ہوں؟،،

"اس گھر کا مالک میں ہوں،، بوڑھے نے جواب دیا —

"اچھا تو پھر یہ بتائیے،، بوڑھے ڈاکٹر نے اپنے چٹائی کے ہیٹ کو چھو کر کہا "کہ تیمور گرائیف کیا آپ کا عزیز ہے؟،،

"ہاں — اتفاق سے یہ لڑکا میرا بھتیجا ہے —،،

"مجھے آپ سے یہ بات کہتے ہوئے تکلیف ہو رہی ہے،، بوڑھے نے کھنکھار کر زمین پر گری ہوئی تلوار کو کنکھیوں سے

دیکھتے ہوئے کہا ''مگر کل صبح آپ کے بھتیجے نے میرے گھر میں چوری کرنے کی کوشش کی—،،

''کیا! میرے تیمور نے آپ کے گھر میں چوری کی کوشش کی؟،،

''ھاں، ذرا غور تو کیجئے!،، بوڑھے نے بات جاری رکھی— اس نے دوسرے بوڑھے کی پشت کے پیچھے نظر ڈالی تو اس پر گھبراھٹ سی طاری ہونے لگی— ''اس نے فلالین کا کمبل چرانے کی کوشش کی جو میں اوڑھے ہوئے تھا—،،

''کون؟ تیمور نے آپ کے یہاں چوری کی؟ آپ کا کمبل چرایا؟،، بوڑھے کا سانس اوپر کا اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا— اس کا وہ ھاتھہ جس میں ریوالور تھا بےاختیار نیچے آن پڑا—

اب صاف معلوم ہو رہا تھا کہ بوڑھا ڈاکٹر بہت ڈرا اور گھبرایا ہوا ھے— وہ الٹے پاؤں پھاٹک کی سمت چلنے لگا اور اس نے اپنے مقدور بھر کوشش کی کہ اس وقت اپنا وقار قائم رکھے— اور وھاں سے اس نے پکار کر کہا:

''ظاھر ھے میں قسم تو نہیں کھاؤنگا مگر حقیقت یہی ھے... سچ تو یہی ھے!... اے حضرت! ارے بھلے مانس، میری طرف تو نہ بڑھئے— ظاھر ھے، مجھے بالکل معلوم نہیں کہ کیوں.... لیکن آپ کی شکل، آپ کا عجیب و غریب رویہ...،،

''سنئے،، بوڑھے نے ڈاکٹر کی طرف بڑھتے ہوئے کہا ''ضرور کچھہ غلط فہمی ہوئی ھے—،،

''جناب!،، بوڑھے ڈاکٹر نے کہا— وہ ابھی تک پیچھے ھٹ رہا تھا اور کچھہ مسحور سا ہو کر ریوالور پر نظریں گاڑ رکھی تھیں— ھماری عمروں کو دیکھتے ہوئے کہا جا سکتا ھے کہ ھماری یہ گفتگو بہت ھی نا خوشگوار—— اور اجازت ہو تو کہہ دوں کہ بہت ھی اوچھا—— انداز اختیار کرتی جا رھی ھے—،،

وہ دوڑ کر باھر گلی میں آ گیا اور تیزی سے وھاں سے روانہ ہونے لگا— اس نے ایک بار پھر اپنی بات دھرائی:

''انتہائی ناخوشگوار اور اوچھا انداز!،،

جھبرے بالوں‌والا بوڑھا پھاٹک پر گیا، ٹھیک اسی وقت اولگا کی، جو دریا میں تیرنے کے لئے جا رہی تھی، گھبرائے بوکھلائے ڈاکٹر سے مڈبھیڑ ہوئی۔

ایک دم لنگڑے بوڑھے نے زور زور ہاتھ ہلائے اور اولگا سے ٹھیرنے کو کہا۔ اس پر بوڑھے ڈاکٹر نے بکری کی سی پھرتی سے ایک خندق پھلانگی اور اولگا کا ہاتھ پکڑ لیا۔ پلک جھپکتے میں وہ دونوں موڑ پر پہنچ کر غائب ہو گئے۔

بوڑھا قہقہہ لگاکر ہنس پڑا۔ وہ اس وقت بڑا خوش اور چونچال محسوس کر رہا تھا۔ اسی کیفیت میں اس نے اپنی لکڑی کی ٹانگ پر ہاتھ مارکر ایک البیلے ناچ کی گت نکالی اور گانے لگا:

لیکن تم جو تیزرفتار ہوائی جہاز پر اڑے چلے جا
رہے ہو،
تم کیا جانو انتظار کا دکھ کتنا شدید ہوتا ہے،
روز و شب انتظار کی گھڑیاں کاٹنا۔ آہ!

پھر اس نے اپنے گھٹنے پر بندھا ہوا تسمہ کھولا اور لکڑی کی ٹانگ کو گھاس پر پھینکا، اپنے مصنوعی بال اور ڈاڑھی نوچ کر الگ کی اور گھر کے اندر دوڑ گیا۔

دس منٹ بعد نوجوان اور نک سک سے درست موٹروں کا انجنیر گیورگی گرائیف دوڑتا ہوا سیڑھیوں سے اتر رہا تھا۔ اس نے کھلیان سے اپنی موٹرسائیکل نکالی، کتے کو پکارکر اس سے گھر کی رکھوالی کرنے کو کہا، اسٹارٹر دبایا اور کود کر گدی پر بیٹھ گیا۔ پھر وہ تیزی سے دریا کی جانب چل دیا تاکہ سہمی ہوئی اولگا کو تلاش کرے۔

* * *

۱۱ بجے صبح کو کولیا اور گےئیکا الٹی میٹم کا جواب لینے کے لئے روانہ ہو گئے۔

''سیدھے چلو،، گےئیکا نے کولیا کو ڈانٹ کر کہا ''تمہیں ہلکے پھلکے لیکن مضبوط قدموں سے چلنا چاہئے۔ مگر تم ایسے چل رہے ہو جیسے کوئی چوزہ کیڑے مکوڑے پکڑنے کے لئے پھدک رہا ہو۔ تمہارا لباس تو بہت بڑھیا ہے ـــ پتلون، قمیص اور ہر چیز۔ مگر دکھائی پڑتے ہو تم بدھو داس! اچھا اب خفا مت ہو۔ میں سمجھ کی بات کر رہا ہوں۔ اور یہ ہونٹ کیوں چاٹ رہے ہو؟ زبان اندر کرو اور اسے وہیں رہنے دو جو اس کی صحیح جگہ ہے... اور تم یہاں کیا کر رہے ہو؟،، گےئیکا نے سیما سے پوچھا جو ٹھیک اسی وقت کہیں سے ان کے راستے میں نمودار ہو گیا تھا۔

''تیمور نے مجھے پیغام بر کی حیثیت سے بھیجا ہے،، سیما تیزی سے بولتا گیا۔ ''کوئی بات نہیں اگر تمہیں اس کے متعلق کچھ معلوم نہیں ہے۔ تمہیں اپنے کام سے کام ہے اور مجھے اپنے سے۔ کولیا مجھے ایک دفعہ اپنا بگل بجانے دو۔ بس ایک بار! ارے یار تم تو آج بڑے شاندار دکھائی پڑتے ہو۔ ارے او گےئیکا، گاؤدی، جب تم کسی اہم کام کے لئے باہر نکلتے ہو تو جوتے کیوں نہیں پہن لیتے؟ کبھی آج تک کوئی سفیر ننگے پاؤں دیکھا ہے تم نے؟ اچھا خدا حافظ۔ تم ادھر جاؤ اور میں ادھر جاتا ہوں۔ پھر ملیں گے!،،

''کس قدر باتونی ہے!،، گےئیکا نے سر ہلایا۔ ''سو میل فی گھنٹہ کی رفتار سے زبان چلتی ہے اس کی! کولیا، اپنا بگل بجاؤ، ہم باڑ کے پاس پہنچ گئے۔،،

''میخائل کواکین کو بلاؤ،، گےئیکا نے ایک لڑکے سے کہا جس کا سر باڑ پر نمودار ہو چکا تھا۔

''دائیں طرف تشریف لائیے۔ آپ کے لئے پھاٹک کھلا ہوا موجود ہے!،، کواکین دوسری طرف سے چلایا۔

''اندر مت جاؤ!،، کولیا نے گے ئیکا کا ھاتھہ چھو کر اس سے سرگوشی کی۔ ''وہ ھمیں پکڑ کر پیٹیں گے۔،،

''تمہارا مطلب ھے وہ سب لوگ مل کر ہم دونوں کو پیٹیں گے؟،، گے ئیکا نے حقارت بھرے لہجے میں کہا۔ ''کولیا اپنا بگل بجاؤ۔ جتنے زور سے بجا سکتے ھو بجاؤ۔ ھمارے دستے کے لئے ھر جگہ راستہ کھلا ھے۔،،

وہ لوھے کے زنگ آلود پھاٹک کے اندر داخل ھوئے تو انہوں نے اپنے سامنے لڑکوں کا ایک پورا گروہ کھڑا پایا جن کی رہبری لم ٹنگو اور کواکین کر رھے تھے۔

''ھمارے خط کا جواب دو!،، گے ئیکا نے مضبوطی سے کہا۔

کواکین مسکرایا اور لم ٹنگو نے ماتھے پر بل ڈال لئے۔

''آؤ اس پر بات چیت کر لیں،، کواکین نے تجویز پیش کی۔ ''ذرا دیر بیٹھہ جاؤ جلدی کیا ھے؟،،

''ھمارے خط کا جواب دو،، گے ئیکا نے رکھائی سے مطالبہ کیا۔ ''بات چیت بعد میں ھوتی رھے گی۔،،

یہ بڑی عجیب اور سمجھہ میں نہ آنے والی بات تھی: کیا یہ کھرا ایماندار، مختصر لیکن مضبوط لڑکا، جو ملاحوں والی جرسی پہنے ھوئے تھا، اور جس کے پہلو میں ایک چھوٹا اور حقیر سا پیلے سے رنگ کا بگل بجانے والا لڑکا کھڑا تھا، بن رھا تھا؟ یا واقعی یہ چوڑے شانوں والا پابرہنہ لڑکا اپنی جستی رنگ کی، سخت نگاھوں والی آنکھیں سکیڑ سکیڑ کر، خط کے جواب کا مطالبہ کر رھا تھا کیونکہ وہ یہ محسوس کر رھا تھا کہ انصاف اور طاقت اس کی طرف ھیں؟

''لو یہ لو،، کواکین نے اسے ایک پرچہ پکڑا دیا۔

گے ئیکا نے کاغذ کھولا۔ اسے وھاں ایک انگوٹھا بنا ھوا نظر آیا اور اس کے نیچے ایک گالی لکھی ھوئی تھی۔

گے ئیکا نے چپ چاپ اس کاغذ کے دو ٹکڑے کر دئے۔

اس کے چہرے سے کسی جذبے کا اظہار نہیں ہوا — اسی وقت ان دونوں لڑکوں کے ہاتھ پاؤں پکڑ لئے گئے —

انہوں نے کوئی مدافعت نہیں کی —

''ایسے الٹی‌میٹم کے لئے تو ہمیں تمہاری ٹھکائی کرنی چاہئے تھی،، کواکین نے گے‌ئیکا کے پاس آکر کہا — ''مگر ہم نیک دل لوگ ہیں — ہم رات تک کے لئے تمہیں یہاں بند کر دیں گے،، اس نے گرجا کی طرف اشارہ کیا — ''اور رات کو ہم مکان نمبر ۲۴ کے باغ کا صفایا کریں گے —،،

''نہیں، بالکل نہیں کروگے!،، گے‌ئیکا نے دل جمعی سے جواب دیا —

''قطعی کریں گے!،، لم‌ٹنگو نے گے‌ئیکا کے تھپڑ مار کر کہا —

''تم سو بار مار لو مجھے،، گے‌ئیکا نے کہا — اس نے زور سے آنکھیں بند کر لیں اور پھر انہیں کھول کر کولیا کا دل بڑھانے کے لئے کہنے لگا ''ہمت نہ ہارنا، کولیا! میرا دل کہتا ہے کہ آج عام طلبی کا سگنل نمبر ایک ہونے‌والا ہے —،،

قیدیوں کو چھوٹے سے گرجا میں دھکیل دیا گیا جس میں لوہے کی بند جھلملیاں لگی ہوئی تھیں — دونوں دروازے بند کرکے اچھی طرح مقفل کر دئے گئے —

''کیوں؟،، لم‌ٹنگو دروازے کے پاس آکے دونوں ہاتھوں کے بیچ میں منہ لاکر چیخا ''اب تمہارا راج چلے گا یا ہمارا؟،،

دروازے کے پیچھے سے ایک بہت مدھم اور نیچی آواز سنائی دی:

''نہیں، بدمعاشو، تمہارا راج تو اب کبھی بھی نہیں چلے گا!،، لم‌ٹنگو نے نفرت سے تھوک دیا —

''اس کا بھائی ملاح ہے،، خشخشی بالوں‌والے الیوشا نے منہ لٹکا کر کہا — ''وہ اور میرے چچا دونوں ایک ہی جہاز پر ہیں —،،

''تو کیا ہوا؟ تم کپتان ہو اس جہاز کے؟،، لم ٹنگو نے دھمکی دینے کے انداز میں پوچھا —

''تم نے اس وقت اس کے تھپڑ مارا جب وہ اپنے ہاتھ استعمال نہیں کر سکتا تھا — یہ بڑی بے ایمانی کی بات ہے —،،

''تم بھی تھپڑ کھانا چاہتے ہو!،، لم ٹنگو غرایا اور اس نے الیوشا کے ایک مکا رسید کیا —

دونوں گھاس پر گتھم گتھا ہو گئے — دوسروں نے ان کے بازو اور ٹانگیں پکڑ پکڑ انہیں الگ الگ کرنے کی کوشش کی —

باڑ کے قریب اگے ہوئے لائم کے درخت کے گھنے پتوں کے درمیان چھپا ہوا سیما سیما کوف کا چہرہ کسی کو نظر نہیں آیا —

سیما تیزی سے نیچے اترا اور ترکاریوں کی کیاریوں سے ہو کر دوڑتا ہوا دریا کی طرف چلا گیا جہاں تیمور اور دوسرے لڑکے تیر رہے تھے —

* * *

اولگا سر پر تولیہ لپیٹے گرم ریتیلے ساحل پر لیٹی کتاب پڑھ رہی تھی —

ژینیا پانی کے اندر تھی — اچانک کسی نے پیچھے سے آ کر اسے لپٹا لیا —

وہ مڑی —

ایک لمبی سی کالی آنکھوں والی لڑکی نے کہا ''ہلو! مجھے تیمور نے بھیجا ہے — میرا نام تانیا ہے اور میں بھی اس کے دستے میں شامل ہوں — اسے بہت افسوس ہے کہ اس کی وجہ سے تمہاری اور تمہاری بہن کی لڑائی ہو گئی — معلوم ہوتا ہے تمہاری بہن بہت خراب لڑکی ہے؟،،

''اس سے کہہ دینا افسوس کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے،، ژینیا نے زیرلب کہا — وہ سرخ ہو گئی تھی — ''میری بہن خراب

بالکل نہیں ہیں — ان کی طبیعت ہی کچھ اس قسم کی ہے —،، اس نے اپنے دونوں ہاتھ بھینچ کر بےبسی اور مایوسی کے عالم میں کہا ''اوفوہ! ہر وقت 'بہن، بہن، سنتے سنتے ناک میں دم آگیا! ذرا ابا کو آنے دو!،،

وہ دونوں ندی سے نکل کر ریتیلے حصے کے ذرا بائیں طرف ڈھلوان ساحل پر آئیں — وہاں انہیں نیورا ملی —

''ہلو، پہچانیں مجھے؟،، اس نے اپنے مخصوص تیز تیز انداز میں منہ بہت کم کھول کے کہا — ''پہچان گئیں — میں نے تو تمہیں فوراً پہچان لیا — تیمور وہ رہا،، اس نے اپنے کپڑے اتارتے ہوئے مقابل کے کنارے کی طرف اشارہ کیا جو لڑکوں سے پٹا پڑا تھا — ''مجھے معلوم ہے میرے بجائے بکری کس نے ڈھونڈی تھی اور لکڑیوں کو کس نے سلیقے سے لگایا تھا اور میرے بھائی کو جنگلی اسٹابریاں کس نے دی تھیں — اور میں تمہیں بھی جانتی ہوں،، اس نے تانیا کی طرف مڑ کے کہا — ''ایک دفعہ میں نے تمہیں دیکھا تھا، اپنے ترکاریوں کے باغ میں بیٹھی رو رہی تھیں — تمہیں رونا نہیں چاہئے — اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا — ارے او بدتمیز نچلی بیٹھ، ورنہ میں تجھے دریا میں غوطہ دے دوں گی!،، وہ جھاڑیوں کے ایک جھنڈ سے بندھی ہوئی بکری پر چیخی ''آؤ لڑکیو، کود پڑیں پانی میں!،،

ژینیا اور تانیا نے ایک دوسرے کو دیکھا — یہ ننھی سی دھوپ میں سنولائی ہوئی لڑکی، جو بالکل جپسی معلوم ہوتی تھی، بڑی مضحکہ‌خیز تھی —

ہاتھ میں ہاتھ ڈالے وہ سب اس ڈھلوان ساحل کے بالکل کنارے پر پہنچ گئیں جس کے آگے صاف ستھرا، مچلتا، تڑپتا، نیلا پانی تھا —

''کود پڑیں؟،،

''ھاں، آؤ کود جائیں!،،

وہ سب غوطہ لگا گئیں۔

جوں ھی وہ سطح پر ابھریں کوئی اور شخص بھی ایک دم ان کے قریب پانی سے نکل آیا۔

وہ سیما سیماکوف تھا جو اپنے پورے کپڑے اور جوتے پہنے دوڑتے دوڑتے غوطہ لگا گیا تھا۔

سیما اپنے بھیگے ھوئے سر کو جھٹکے دیتا اور سوں سوں کرتا، چھینٹے اڑاتا، لمبے لمبے ھاتھہ مارتا ھوا سامنے والے کنارے کی طرف جا رہا تھا۔

''ژینیا!،، وہ مڑکر چلایا۔ ''گےئیکا اور کولیا پھنس گئے!،،

* * *

اولگا پہاڑی پر کتاب پڑھتی ھوئی چڑھہ رھی تھی۔ جہاں ڈھلوان پگڈنڈی سڑک کو کاٹتی تھی وھاں اس کی گیورگی سے مڈبھیڑ ھوئی جو اپنی موٹرسائیکل کے پاس کھڑا تھا۔ انھوں نے ایک دوسرے کو سلام کیا۔

''میں ادھر سے گزر رہا تھا کہ آپ کو آتا دیکھا، سو میں نے سوچا کہ ذرا دیر انتظار کروں گا اور اگر آپ بھی اسی طرف جا رھی ھوں جدھر میں جا رہا ھوں تو آپ کو موٹرسائیکل پر بٹھاکر پہنچا دوں گا۔،،

''یہ غلط ھے!،، اولگا نے فوراً تیز تیز جواب دیا۔ ''آپ خاص کرکے میرا انتظار کر رہے تھے۔،،

''اچھا اچھا جھوٹے کو گھر تک پہنچاؤ!،، گیورگی نے کہا۔ ''میں آپ کو ذرا دھوکا دینا چاھتا تھا مگر کچھہ بات نہیں بنی۔ میں آج صبح آپ کو ڈرانے کی معافی چاھتا ھوں۔ اصل میں پھاٹک کے قریب جو لنگڑا بوڑھا تھا وہ میں ھی تھا۔ میں ڈرامے کی ریہرسل کے لباس میں تھا۔ آئیے بیٹھہ جائیے میں آپ کو گھر پہنچا دوں گا۔،،

اولگا نے انکار میں سر ہلایا —
گیورگی نے اس کی کتاب پر ایک گلدستہ رکھہ دیا —
وہ بڑا پیارا سا گلدستہ تھا — اولگا گھبراہٹ کے مارے سرخ ہو گئی... اور اس گلدستے کو زمین پر گرا دیا —
گیورگی کو یہ توقع نہیں تھی —
''سنئے،، اس نے ذرا جھنجھلا کر کہا — ''آپ گاتی اور بجاتی بہت اچھا ہیں اور آپ کی آنکھیں بڑی خوبصورت ہیں — میں نے کبھی آپ کو خفا کرنےوالی کوئی بات نہیں کی — مگر میں سمجھتا ہوں کہ انتہائی آہن بستہ کنکریٹ کا کام کرنے والے بھی کبھی ایسی حرکت نہیں کرتے —،،
''مجھے پھولوں کی ضرورت نہیں ہے !،، اولگا نے خطاوار انداز میں کہا — وہ اب اپنی حرکت سے خود ہی ڈر سی گئی تھی — ''میں... میں پھولوں کے بغیر بھی آپ کے ساتھہ جا سکتی ہوں —،،
وہ چمڑے کے کشن پر بیٹھہ گئی اور موٹرسائیکل پھٹ پھٹ کرتی چل پڑی —
جب موٹرسائیکل دوراہے پر پہنچی تو اس نے بستی کی طرف جانےوالی سڑک کو نظرانداز کر دیا اور تیزی سے کھلے میدانوں کی طرف چل پڑی —
''آپ غلط سڑک پر نکل آئے ہیں،، اولگا نے زور سے کہا — ''تمہیں دائیں طرف مڑنا چاہئے تھا !،،
''یہ سڑک زیادہ اچھی ہے،، گیورگی نے جواب دیا — ''یہاں زیادہ مزا آ رہا ہے !،،
ایک اور موڑ کے بعد ان کی موٹرسائیکل بھڑبھڑاتی ہوئی ایک سرسراتے ہوئے سایہ‌دار جنگل سے گزرنے لگی — ایک کتا جو ریوڑ کی رکھوالی کر رہا تھا اسے چھوڑ چھاڑ موٹرسائیکل کے پیچھے بھونکتا ہوا دوڑا — مگر بھلا وہ اس کا پیچھا کیسے کرتا — موٹرسائیکل

ذرا سی دیر میں کہیں سے کہیں پہنچ چکی تھی ــ اسی وقت ایک ٹرک بھاری سے توپ کے گولے کی طرح دندناتی ہوئی گزر گئی ــ جب اولگا اور گیورگی گرد و غبار کے بادل سے باہر آئے تو انہیں پہاڑی کے دامن میں ایک انجانے شہر کا دھواں، لوہے اور شیشے کی عمارتیں اور برج نظر آئے ــ

''یہ ہمارا کارخانہ ہے!،، گیورگی نے زور سے کہا ــ ''تین سال پہلے میں اس جگہ جنگلی اسٹابریاں اور سانپ کی چھتریاں جمع کیا کرتا تھا!،،

موٹرسائیکل، جو ابھی تک بہت تیز رفتاری سے جا رہی تھی، ایک دم تیزی سے مڑ گئی ــ

''اب سیدھے چلئے!،، اولگا چلائی ــ ''سیدھے گھر کی طرف!،،

یکبارگی موٹر نے چلنا بند کر دیا اور موٹرسائیکل رک گئی ــ

''بس ایک منٹ!،، گیورگی نے زمین پر کودتے ہوئے کہا ــ ''انجن میں معمولی سی خرابی آئی ہے ــ،،

وہ موٹرسائیکل کو گھسیٹ کر سڑک کے کنارے ایک سفیدے کے درخت کے پاس لے آیا، ایک پیچ کش نکالا اور موٹر کو درست کرنے لگا ــ

''اوپیرا میں آپ کا کون سا پارٹ ہے؟،، اولگا نے گھاس پر بیٹھ کر پوچھا ــ ''آپ کا لباس وغیرہ اس قدر خوفناک اور نا خوش گوار قسم کا کیوں ہے؟،،

''مجھے ایک بوڑھے مریض کا پارٹ ملا ہے،، گیورگی نے موٹر کو ٹھیک کرتے ہوئے جواب دیا ــ ''وہ پہلے چھاپہ مار سپاہی تھا اور اس کا دماغ ذرا چلا ہوا سا ہے ــ وہ سرحد کے قریب رہتا ہے اور اسے یہ وہم ہے کہ ہمارے دشمن ہمیں ایک نہ ایک دن چرکا دیں گے ــ وہ بوڑھا ہے لیکن بڑا چوکنا اور محتاط ــ اس کے علاوہ اس اوپیرا میں سرخ فوج کے سپاہی ہیں ــ بڑے زندہ دل

اور چونچال اور وہ اپنے چھٹی کے اوقات میں والی‌بال کھیلتے ھیں — پھر طرح طرح کی لڑکیاں بھی ھیں —،،

گیورگی نے تیوری پر بل ڈال لئے اور مدھم سروں میں گانے لگا:

چاند نے پھر بادلوں میں منہ چھپا لیا
اور میں تین راتوں سے اکیلا گھوم رہا ھوں،
تین نا آشنائے خواب راتوں سے —
دشمن دبے پاؤں آ رھا ھے —
اے میرے پیارے وطن، نیند سے بیدار ھو!
ھائے میں اس وقت کیوں بوڑھا اور کمزور ھوں!

اس کے بعد وہ ایک اور ھی سر میں گانے لگا، جیسے کورس میں گایا جاتا ھے:

بڑے میاں گھبرائیے مت!
دل کو اپنے تھامئے!

''' دل کو اپنے تھامئے، سے یہاں کیا مطلب ھے؟،، اولگا نے رومال سے اپنے ھونٹوں پر سے گرد پونچھتے ھوئے پوچھا —

''اس کا مطلب ھے،، گیورگی نے سمجھایا ''کہ بدھو بڑے میاں چین سے پاؤں پھیلا کر سوئیے! سپاھیوں اور افسروں نے آج سے نہیں، عرصے سے اپنی اپنی جگہ سنبھال رکھی ھے... اولگا کیا آپ کی چھوٹی بہن نے اپنی اور میری گفتگو آپ کو سنائی تھی؟،،

''ھاں سنائی تھی اور میں نے اس کی وجہ سے اسے ڈانٹ بھی دیا —،،

''آپ کو ڈانٹنا نہیں چاھئے تھا — وہ بڑی دلچسپ بچی ھے — میں نے کہا 'اوہ، تو وہ بولی 'ھو،!،،

''وہ دل‌چسپ بچی چاہے تو دوسرے کی زندگی عذاب بنا سکتی ہے،، اولگا نے کہا — ''ایک لڑکا تیمور اس کے پیچھے پیچھے لگا رہتا ہے — وہ اس آوارہ‌گرد کواکین کے ساتھہ ہے — میں بڑی مشکل سے اسے اپنے گھر سے دور رکھہ پاتی ہوں —،،

''تیمور؟ ہوں!،، گیورگی گھبراہٹ میں کھانسنے لگا — ''آپ کا خیال ہے وہ بھی اسی گروہ میں شامل ہے؟ میرا خیال ہے وہ اس قسم کا لڑکا نہیں ہے — ہو ہی نہیں سکتا — خیر خیر، فکر نہ کیجئے — میں اسے آپ کے گھر سے دور رکھوں‌گا — اولیا آپ موسیقی کی باقاعدہ تعلیم کیوں نہیں حاصل کرتیں؟ انجنیر بھلا کیا ہوتا ہے! میں خود انجنیر ہوں اور اس سے آخر کیا فائدہ؟،،

''آپ کیا اچھے انجنیر نہیں ہیں؟،،

''کیوں نہ ہوتا؟،، گیورگی نے جواب دیا — وہ اولگا کے اور قریب کھسک آیا اور اگلے پہیے کے دھرے کی دیکھہ بھال کرنے لگا — ''میں قطعی برا انجنیر نہیں ہوں مگر آپ اتنا خوبصورت گاتی اور بجاتی ہیں!،،

''سنئے گیورگی صاحب،، اولگا نے دھیرے سے کہا اور گھبرا کر ایک طرف ہٹ گئی — ''میں نہیں جانتی آپ کس قسم کے انجنیر ہیں مگر کم از کم اپنا انجن تو آپ عجیب طرح درست کر رہے ہیں —،،

اولگا نے اس کے پیچ کش کے ساتھہ کشتی لڑنے کی نقل کی —

''اس میں کیا عجیب بات ہے؟ سب کچھہ بالکل ٹھیک طریقے سے کیا جا رہا ہے —،، وہ کود کر کھڑا ہو گیا اور فریم پر دو ایک بار پیچ کش مارا — ''لو ہو گئی مرمت — اولیا تمہارے باپ فوجی افسر ہیں؟،،

''ہاں —،،

''بہت اچھی بات ہے — میں بھی فوجی افسر ہوں —،،

''تمہاری بات میری سمجھ میں نہیں آ سکتی!،، اولگا نے کندھے جھٹکے — ''پہلے تو جناب انجنیر تھے، پھر ایکٹر ہوئے اور اب فوجی افسر بن گئے — شاید آپ ہواباز بھی ہوں؟،،

''نہیں،، گیورگی نے ہنس کر کہا — ''ہواباز تو اوپر سے لوگوں کے سروں پر بم برساتے ہیں اور ہم عین دھرتی پر رہ کر لوہے اور کنکریٹ کے اس پار دشمن کے سینے پر وار کرتے ہیں —،،

ایک دفعہ پھر جئی کے کھیت، جنگل اور دریا تیزی سے پیچھے رہتے گئے — آخرکار وہ اولگا کے مکان پر آئے —

موٹرسائیکل کا شور سن کر ژینیا کودتی ہوئی برساتی میں آئی — جب اس نے گیورگی کو دیکھا تو کچھ شرما گئی لیکن جب وہ چلا گیا تو اس نے اولگا کے پاس جاکر اس کے گلے میں باهیں ڈالیں اور رشک بھرے لہجے میں بولی:

''اوہ اولگا آج تم کتنی خوش قسمت ہو!،،

* * *

گرجا کے قریب جو لڑکے تھے وہ سب کے سب مکان نمبر ۲۴ کے باغ میں ملنے کے متعلق طے کرکے ادھر ادھر بکھر گئے —

صرف لم‌ٹنگو رہ گیا — وہ گرجا کے اندر کی خاموشی سے بہت خفا اور کچھ حیران سا تھا — قیدی نہ شور مچا رہے تھے، نہ دروازے پیٹ رہے تھے اور نہ اس کی چیخوں کا جواب دے رہے تھے —

تب اس نے ایک چال چلی — باہر کا دروازہ کھول کر وہ پتھر کی دیواروں‌والے ہال میں داخل ہوا اور سانس روک کر کھڑا ہو گیا —

جس وقت وہ وہاں سوراخ سے کان لگائے کھڑا تھا، باہر کا دروازہ ایک دم کھٹ سے بند ہو گیا — ایسا لگتا تھا کہ کسی نے ڈنڈے کی مدد سے اسے بند کیا ہے —

''ہو، کون ہے وہاں؟،، اس نے خفا ہوکر دروازے کی طرف دوڑتے ہوئے پوچھا — ''ختم کرو اپنی یہ حرکتیں، ورنہ تمہاری کندی کر دوں گا!،،

کسی نے جواب نہیں دیا — اس کو باہر عجیب عجیب آوازیں سنائی دیں — جھلملیاں کھولی جا رہی تھیں اور چرچرا رہی تھیں — کوئی کھڑکی کی سلاخوں میں سے قیدیوں سے بات کر رہا تھا —

پھر گرجا میں بند لڑکے قہقہہ لگا کر ہنس پڑے — اس ہنسی کی آواز سے لم‌ٹنگو اور بھی پریشان ہو گیا —

آخرکار باہری دروازہ کھلا — تیمور، سیماکوف اور لادیگن چوکھٹ پر کھڑے تھے —

''دوسرا دروازہ کھولو!،، تیمور نے اپنی جگہ سے ہلے بغیر حکم دیا — ''اگر تم اپنی خیریت چاہتے ہو تو خود ہی کھول دو دروازہ!،،

لم‌ٹنگو نے مجبوراً چٹخنی کھولی — گے‌ئیکا اور کولیا گرجا سے باہر آ گئے —

''اب ان کی جگہ لو!،، تیمور نے حکم دیا — ''گھسو اندر فوراً زہریلے سانپ!،، وہ مٹھیاں باندھ کر چیخا — ''میرے پاس ضائع کرنے کو وقت نہیں ہے —،،

لم‌ٹنگو کے اندر جانے کے بعد دونوں دروازے بند ہو گئے — لوہے کے حلقوں کے درمیان ایک بھاری کھٹکا گزار کے اس میں ایک موٹا سا قفل ڈال دیا گیا —

پھر تیمور نے ایک کاغذ لیا اور اس پر اپنی نیلی پنسل سے ٹیڑھے میڑھے حروف میں یہ عبارت لکھی:

''کواکین، ان دونوں کی چوکیداری کی ضرورت نہیں ہے — میں نے خود انہیں مقفل کر دیا ہے اور کنجی اپنے ساتھ لے جا رہا ہوں — میں آج شام کو سیدھا باغ میں آؤں گا —،،

پھر وہ لوگ بھاگ گئے — پانچ منٹ بعد کواکین پھاٹک کے اندر داخل ہوا —

اس نے پرچہ پڑھا، قفل کو ہاتھہ لگایا، کھیسیں نکالیں اور واپس پھاٹک کی طرف چلا — اور اس دوران میں لم‌ٹنگو بری طرح لوہے کے کواڑوں کو مکوں اور لاتوں سے پیٹ رہا تھا —

پھاٹک پر پہنچ کر کواکین مڑا اور لاپروائی سے بدبدایا :

''گے ئیکا، کواڑ پیٹے جاؤ! رات سے پہلے تمہیں خوب ہی خوب کواڑ پیٹنے پڑیں گے ! ،،

اور اس کے بعد یہ واقعات پیش آئے —

سورج غروب ہونے سے ذرا ہی پہلے سیماکوف اور تیمور بازار کے چوک کی طرف گئے — وہاں چھوٹی چھوٹی، بکھری ہوئی سی دکانیں لگی ہوئی تھیں اور ان میں سوڈا واٹر، ترکاریاں، پھل اور آئس کریم بک رہی تھی — ان کے ایک سرے پر ایک خستہ حال اور خالی دکان تھی جہاں بازار لگنے کے دنوں میں موچی کام کرتے تھے —

تیمور اور سیماکوف نے چند منٹ اس دکان میں گزارے —

دن چھپے کھلیان کی دوچھتی میں لگا ہوا پہیہ چالو کر دیا گیا — ایک کے بعد ایک سارے تار تننے اور مختلف جگہوں میں ضروری سگنل پہنچانے لگے —

ہر طرف سے کمک آنے لگی — بہت سے لڑکے جمع ہو چکے تھے — تقریباً بیس تیس —— اور ابھی اور لڑکے باڑ کے ٹوٹے ہوئے تختوں میں سے دبے پاؤں اندر داخل ہو رہے تھے —

تانیا اور نیورا کو بھیج دیا گیا تھا — ژینیا بھی گھر پر ہی رہی — اس کا کام یہ تھا کہ اولگا کو باغ میں جانے سے روکے رہے —

تیمور پہیے پر کھڑا تھا —

''چھٹی لائن پر پھر سگنل بھیجو،، سیماکوف نے اپنا سر کھڑکی کے اندر ڈال کر فکرمندی سے کہا — ''وہاں سے کوئی آتا ہوا دکھائی نہیں دے رہا ہے —،،

دو لڑکے پلائی‌وڈ کے تختے پر کچھ لکھنے میں مصروف تھے — لادیگن کا گروپ آن پہنچا —

آخرکار اسکاؤٹ خبریں لے کر آ گئے — کواکین کا گروہ مکان نمبر ۲۴ کے باغ کے قریب ایک خالی قطعے پر جمع ہو چکا تھا —

''وقت ہو گیا!،، تیمور نے کہا — ''لڑکو، تیار ہو جاؤ!،،

اس نے پہیے کو چھوڑا اور ایک رسی کھینچی — دھیرے دھیرے دستے کا جھنڈا اٹھا اور بادلوں سے آنکھ مچولی کھیلتے ہوئے چاند کی روشنی میں پرانے کھلیان کے اوپر لہرانے لگا — یہ جنگ کا سگنل تھا —

* * *

مکان نمبر ۲۴ کی باڑ کے برابر برابر دس لڑکوں کی ایک قطار دبے پاؤں آگے بڑھ رہی تھی —

''سب موجود ہیں بس لم‌ٹنگو نہیں ہے،، کواکین نے سائے میں ایک جگہ رک کر کہا —

''وہ چالاک آدمی ہے،، کسی نے کہا — ''میں شرطیہ کہہ سکتا ہوں کہ وہ اس وقت باغ میں موجود ہے — وہ ہمیشہ سب سے پہلا ہوتا ہے —،،

کواکین نے باڑ کے پہلے سے ڈھیلے کئے ہوئے دو تختے الگ کئے اور اندر داخل ہو گیا — اس کے پیچھے پیچھے دوسرے لڑکے بھی اندر آئے — الیوشا چوکیداری کرنے کے لئے سڑک پر رہ گیا —

سڑک کے دوسری طرف نالے میں اگی ہوئی بچھو بوٹی کی جھاڑیوں اور گھاس پھونس کے ایک جھنڈ کے پیچھے سے پانچ سر اٹھے — چار پھر غائب ہو گئے اور پانچواں سر — جو کولیا کا تھا — فوراً غائب نہیں ہوا مگر جب اس کی چندیا پر ایک دھپ پڑا تو وہ بھی اندر گھس گیا — سنتری الیوشا نے چاروں طرف دیکھا — ہر طرف سناٹا تھا — اس نے باڑ کے ایک سوراخ میں سر گھسا دیا تاکہ اچھی طرح سن گن لے سکے —

تین لڑکے رینگتے ہوئے نالے سے باہر نکلے — اگلے ہی لمحے سنتری نے محسوس کیا کہ مضبوط ہاتھ اس کی ٹانگوں اور بازوؤں کو جکڑ رہے ہیں اور پلک جھپکاتے میں اسے گھسیٹ کر باڑ سے دور ڈال دیا گیا —

''گے ئیکا!،، وہ بدبدایا — ''تم کہاں سے ٹپک پڑے؟،،

''وہاں سے!،، گے ئیکا سسیایا ''خیریت چاہتے تو چپ رہو ورنہ میں اس کا خیال نہیں کروں گا کہ تم نے میری طرفداری کی تھی —،،

''اچھا،، الیوشا مان گیا — ''میں بالکل چپ رہوں گا —،، اور اچانک اس نے ایک تیز سیٹی بجائی —

گے ئیکا کی چوڑی ہتھیلی نے فوراً اس کا منہ بند کر لیا — کئی ہاتھوں نے اس کے کندھے اور ٹانگیں پکڑ کر اسے اٹھا لیا اور گھسیٹ کر دور لے گئے —

باغ میں جو لڑکے تھے انہوں نے سیٹی کی آواز سنی — کوا کین تیزی سے مڑا مگر سیٹی دھرائی نہیں گئی — اس نے تاریکی میں نظریں گاڑ دیں — اسے ایسا لگا جیسے باغ کے کونے والی جھاڑیاں کچھ ہلی ہوں —

''لم ٹنگو!،، اس نے دھیرے سے آواز دی — ''بدھو داس یہ تم وہاں چھپے ہوئے ہو؟،،

''میشکا، بھاگ لو!،، ایک دم کوئی چیخا — ''مکان کے مالک آ رہے ہیں!،،

لیکن یہ مالک مکان نہیں تھے —

میشکا کے پیچھے والی جھاڑیوں میں ایک دم کم از کم ایک درجن ٹارچیں جل اٹھیں — وہ تیزی سے ان چھاپہ ماروں کی طرف آئیں اور ان کے حواس باختہ اور نگاہیں خیرہ کر دیں —

''ان سے لڑو، بھاگو مت!،، کوا کین چیخا اور اپنی جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک سیب نکالا اور اسے ٹارچوں کی طرف پھینک دیا —

''ٹارچیں نوچ کر پھینک دو اور ان کے مالکوں کو بھی! یہ تیمور میدان جنگ میں کودا ہے!،،

''وہاں تیمور ہے اور یہاں سیما!،، سیما کوف ایک جھاڑی سے باہر کودتے ہوئے چلایا۔

کوئی ایک درجن لڑکے اور پیچھے کی اور پہلوؤں کی طرف سے ان کی طرف بڑھے اور انہیں گھیر لیا۔

''اوہو!،، کوا کین نے نعرہ لگایا۔ ''ان کی تو پوری فوج موجود ہے یہاں! لڑکو، باڑ کی طرف بھاگو!،،

نرغے میں گھرا ہوا، سراسیمہ اور خوف‌زدہ گروہ باڑ کی طرف دوڑا۔ ایک دوسرے سے ٹکراتے اور دھکے دیتے اور کھاتے ہوئے وہ لڑھکتے پڑھکتے سڑک پر آئے تو سیدھے لادیگن اور گے ئیکا سے ہم‌آغوش ہو گئے۔

چاند بادلوں میں چھپ گیا۔ اندھیرے میں آوازیں سنائی دیں:

''مجھے جانے دو!،،

''ختم کرو یہ قصہ!،،

''ہاتھ ہٹاؤ! ارے سنتے ہو!،،

''خاموش!،، تیمور کی آواز گونجی۔ ''قیدیوں کو تکلیف نہ پہنچے! گے ئیکا کہاں ہے؟،،

''میں یہ ہوں!،،

''انہیں لے جاؤ!،،

''اور اگر یہ بھاگنے کی کوشش کریں؟،،

''تو انہیں ڈنڈا ڈولی کرکے بڑے احترام سے لے جاؤ۔،،

''کتو! مجھے جانے دو!،، ایک روتی جھینکتی آواز نے کہا۔

''کون تھا یہ؟،، تیمور طیش میں آکر بولا۔ ''اچھا تم اپنے وقت پہ تو جو چاہے کرو اور اب موت آئی جا رہی ہے! گے ئیکا حکم دو اور چل پڑو!،،

قیدیوں کو بازار کے چوک کی نکڑ والی خالی دکان کی طرف لے جایا گیا اور ایک ایک کرکے سب کو اندر دھکیل دیا گیا۔

''کواکین کو یہاں لاؤ !،، تیمور نے حکم دیا۔

کواکین لایا گیا۔

''تیار؟،،

''سب کچھ تیار!،،

آخری قیدی کو بھی اندر دھکیل دیا گیا اور دروازے میں کنڈی قفل سب لگا دیا گیا۔

''بھاگ جاؤ !،، تیمور نے کواکین سے کہا۔ ''تم بس بدھو ہو، نہ کوئی تم سے ڈرتا ہے اور نہ کسی کو تمہاری ضرورت ہے۔،،

کواکین خالی خالی نظروں سے زمین کو تاکنے لگا۔ اسے یقین تھا کہ اب پٹائی ہوگی۔

''بھاگ جاؤ !،، تیمور نے اپنا حکم دھرایا۔ یہ کنجی لے لو اور اپنے دوست ''لم ٹنگو،، کو گرجا سے نکال لو۔،،

کواکین نے جنبش نہیں کی۔

''یا تو ان لڑکوں کو چھوڑ دو یا پھر مجھے بھی ان کے ساتھ ھی بند کر دو،، وہ غرایا۔

''نہیں،، تیمور نے جواب دیا۔ ''وہ تو اب پرانی بات ہوئی۔ اب ان کا اور تمہارا ھمیشہ کے لئے ایک دوسرے سے ناتہ ٹوٹ گیا۔،،

کواکین کندھے جھکائے سست قدموں سے چلنے لگا اور طنزیہ سیٹیوں کا ایک طوفان سا ابل پڑا۔ دس قدم چلنے کے بعد وہ رک گیا اور سیدھا کھڑا ہوا۔

''میں تمہیں مارتے مارتے بھرکس بنا دوں گا!،، وہ وحشیانہ پن سے تیمور پر چیخا۔ ''میں اکیلا تمہیں زیر کروں گا! بھرکس بنا دوں گا!،، اس کے بعد وہ تاریکی میں غائب ہو گیا۔

''لادیگن، تم اور تمہارے پانچ آدمی اب جا سکتے ھیں،، تیمور نے کہا۔ ''تمہارے سپرد کیا کام ہے؟،،

''نمبر ۲۲ بلشایا واسی‌لکوفسکایا سڑک، ایندھن کو ٹھیک طرح لگانا —،،

''اچھا — کام پر لگ جاؤ!،،

قریب کے اسٹیشن سے سیٹی کی آواز آئی — ایک چھوٹی لائن کی ٹرین اسٹیشن میں داخل ھوئی تھی — جلد ھی اترنے والے مسافر پلیٹ فارم سے نکلنا شروع کر دیں گے — تیمور نے جلدی کی —

''سیماکوف، تم اور تمھارے پانچ آدمی، تم لوگوں کا کیا کام ھے؟،،

''نمبر ۳۸ مالیا پتراکوفسکایا سڑک —،، پھر اس نے ھنس کر اتنا اور کہا ''ھمارا کام تو ھمیشہ ایک ھی ھے: ڈول، پمپ اور پانی — خدا حافظ!،،

''اچھا، کام پر لگ جاؤ! اب لوگ اس طرف آ رھے ھیں — باقی لڑکے گھر جا سکتے ھیں — جلدی کرو!،،

* * *

ٹرین سے اترنے والے مسافر چوک کی طرف آنے لگے تو ایک شور قیامت سا برپا ھو گیا — وہ گھبرا کر رک گئے — پھر کواڑ پیٹنے اور چیخنے چلانے کا ایک اور طوفان سا آیا — پاس پڑوس کے سارے گھروں کی روشنیاں جل گئیں — کسی نے دکانوں کی بجلی بھی جلا دی اور مجمع نے دیکھا کہ اس دکان کے اوپر، جہاں شوروغل مچا ھوا تھا، یہ نوٹس لگا ھوا ھے:

راہ گیر حضرات! رحم نہ کھائیے!

اندر وہ لوگ بند ھیں جو راتوں کو پرامن شہریوں کے باغوں میں گھس کر سیب چراتے ھیں — قفل کی کنجی اس نوٹس کے پیچھے رکھی ھے — جو شخص قیدیوں کو رھا کرے اس سے درخواست کی جاتی ھے کہ پہلے یہ دیکھ لے کہ ان کے درمیان اس کا کوئی دوست یا رشتہ‌دار ھے کہ نہیں —

* * *

رات کا وقت ہے، بہت دیر ہو چکی ہے اور پھاٹک پر سیاہ حاشیے والا لال ستارہ نظر نہیں آ رہا — لیکن وہ ہے وہیں موجود —

جس مکان میں سنہری بالوں والی لڑکی رہتی ہے اس کے باغ میں ایک درخت کی ٹہنی سے دو رسیاں نیچے سرکائی جا رہی ہیں — ایک لڑکا کھردرے تنے پر سے اترتا ہے، رسیوں میں ایک تختہ باندھ دیتا ہے اور اس پر بیٹھ کر دیکھتا ہے کہ نیا جھولا —— یہ جھولا ہی ہے —— مضبوط ہے یا نہیں —

مضبوط ٹہنی ذرا چرچراتی ہے، پتے ہلتے اور سرسراتے ہیں — ایک چڑیا جس کی نیند اچاٹ ہو گئی ہے، چوں‌چوں کرکے اڑ جاتی ہے — بہت رات جا چکی ہے — اولگا بہت دیر ہوئی سونے کو لیٹ چکی ہے — ژینیا سو رہی ہے اور اس لڑکے کے ساتھی بھی سو رہے ہیں — زندہ‌دل سیما کوف، کم سخن لادیگن اور مضحکہ خیز کولیا سب سو رہے ہیں — بہادر گے‌ئیکا پنے بستر پر کروٹیں بدل رہا ہے اور نیند میں بڑبڑا رہا ہے —

گھنٹہ گھر کا گھنٹہ ادھا بجاتا ہے: ”ایک دن اور گزر گیا — ایک کام اور پورا ہوا — ٹنا —— نا —— ٹن!“

ہاں واقعی بڑی دیر ہو چکی ہے —

لڑکا جھولے سے اترتا ہے، گھاس میں کچھ ڈھونڈھتا ہے اور جنگلی پھولوں کا ایک بڑا سا گلدستہ اٹھاتا ہے —

ژینیا نے جمع کئے ہیں یہ پھول —

وہ دھیرے دھیرے پنجوں کے بل چلتا ہے تاکہ سونے والے ڈر نہ جائیں اور چاندنی میں نہائی ہوئی برساتی میں پہنچ کر بڑے پریم سے سب سے اونچی سیڑھی پر گلدستہ رکھ دیتا ہے — یہ تیمور ہے —

* * *

ایک اتوار کی صبح کو نوجوان کمیونسٹ لیگ کے ممبروں نے پارک میں ایک شاندار کنسرٹ اور کارنیوال* کا انتظام کیا، کیونکہ ملک کے مشرقی کونے میں جھیل حسان کے پاس سرخ فوج نے جو فتح حاصل کی تھی یہ اس کی سالگرہ کا دن تھا۔

لڑکیاں پو پھٹتے ہی اس جگہ پہنچ لی تھیں جہاں جشن ہونے والا تھا۔ اولگا نے جلدی جلدی بلاؤز پر استری کی اور اپنے سارے کپڑوں کا جائزہ لینے لگی۔ اس نے ژینیا کے فراک کو ہلایا تو اس کی جیب سے ایک پرچہ گر پڑا۔

اولگا نے اسے اٹھا کر پڑھا:

''ننھی لڑکی گھر پر کسی سے مت ڈرنا۔ سب کچھ ٹھیک ٹھاک ہے۔ اور میں کسی کو کچھ نہیں بتاؤں گا۔ تیمور۔،،

وہ کیا بات نہیں بتائے گا کسی کو؟ اور ژینیا کو ڈر کس بات کا ہو سکتا تھا؟ یہ چالاک اور گھنی بچی اس سے کس قسم کا راز چھپائے ہوئے ہے؟ نہیں! یہ قصہ قطعی ختم ہونا چاہئے۔ جب ابا جا رہے تھے تو انہوں نے کہا تھا... اولگا کو بہت جلد اور بہت مضبوطی سے مناسب قدم اٹھانا چاہئے۔

گیورگی نے کھڑکی پر دستک دی۔

''اولیا،، اس نے کہا۔ '' تمہیں میری مدد کرنی ہوگی: ایک ڈیلی گیشن آیا ہے اور مجھ سے کنسرٹ میں گانے کے لئے کہا جا رہا ہے۔ اور آج کے دن بھلا میں انکار کیسے کر سکتا تھا۔ میں چاہتا ہوں کہ تم میرے ساتھ اکارڈین بجاؤ۔،،

''ہاں۔ لیکن تم کسی پیانو نواز کو کیوں نہیں بلاتے؟،، اولگا نے حیران ہو کر پوچھا۔ ''اکارڈین کی کیا ضرورت ہے آخر؟،،

---

* عام جشن جس میں لوگ ناچتے اور گاتے ہیں۔ (مترجم)

''اولیا مجھے پیانو نواز کی ضرورت نہیں ہے، میں تو چاہتا ہوں میرے گانے کے ساتھہ تم باجہ بجاؤ! بہت اچھا رہے گا — میں کھڑکی سے کود کر اندر آ سکتا ہوں؟ استری اٹھا کر رکھہ دو اور اکارڈین نکالو ذرا — لو میں نے خود ھی نکال لیا — بس اب ذرا اس کے سروں کو چھیڑو اور میں گانا سناؤں گا —،،

''سنو گیورگی،، اولگا نے بچوں کی سی خفگی کے ساتھہ کہا — ''کھڑکی سے کود کر اندر آنا کوئی ضروری ہے! آخر دروازے کس مرض کی دوا ھیں!،،

* * *

پارک میں بڑی چہل پہل تھی — تفریح منانے والوں سے بھری ہوئی کاریں مسلسل آ رہی تھیں — سینڈوچوں، کلچوں، سوڈا لیمن، کبابوں، نان خطائیوں اور مٹھائیوں سے لدی ہوئی ٹرک پر ٹرک آ رہی تھی — نیلی وردی والے آئس کریم بیچنے والے پورے پارک میں پھیلے ہوئے تھے — ہر ہر لان پر جہاں پکنک کرنےوالے اپنی کھانے پینے کی چیزیں چن رہے تھے گراموفون بھانت بھانت کے سروں میں گا رہے تھے — بینڈ بج رہے تھے —

کنسرٹ ھال کے دروازے پر بوڑھا چوکیدار تار کی لائن درست کرنےوالے مستری سے بحث کر رہا تھا کیونکہ وہ اپنے تمام اوزاروں — پیچ کشوں، تسموں اور ھکوں — سمیت اندر داخل ہونا چاہتا تھا —

''سنو جی تم ان سب اوزاروں سمیت اندر نہیں جا سکتے — آج تہوار کا دن ہے — پہلے گھر جاؤ اور نہا دھو کر ڈھنگ کے کپڑے پہنو، تب آنا —،،

''مگر یہ تو مفت تماشہ ہے! مجھے اندر جانے کے لئے ٹکٹ کی ضرورت نہیں!،،

''نہ سہی! آخر اندر لوگ گا رہے ہیں — اب کل کو تم اپنے تار کے کھمبے گھسیٹ لاؤگے اپنے ساتھ! اور تم بھی جاؤ شہری،، اس نے ایک اور آدمی کو مخاطب کیا — ''تمہیں سنائی نہیں دے رہا اندر گانا بجانا ہو رہا ہے — سنگیت ہے وہاں؟ اور تمہاری جیب میں سے شراب کی بوتل جھانک رہی ہے —،،

''لیکن بڑے میاں سنئے تو سہی،، دوسرا آدمی ہچکیاں سی لیتا ہوا بولا — '' مجھے اندر جانا ہے — میں تو کورس کا اونچے سر میں گانے والا ہوں!،،

''ارے اونچے سر میں گانے والے چلتے بنو !،، بوڑھے چوکیدار نے ترکی بہ ترکی جواب دیا — اس نے لائن کی مرمت کرنے والے شخص کی طرف اشارہ کرکے کہا — ''یہ نیچے سر میں گانے والا کوئی گڑبڑ نہیں مچا رہا تو تم بھی خاموشی سے بات مان لو —،،

ژینیا کو لڑکوں نے بتایا تھا کہ اولگا اپنا اکارڈین لئے ہوئے اسٹیج کے پیچھے گئی ہے لہذا وہ اپنی جگہ پر پہلو بدل رہی تھی اور گھبرائی ہوئی تھی —

آخرکار اولگا اور گیورگی اسٹیج پر آئے — مارے گھبراہٹ کے ژینیا کی حالت غیر ہوئی جا رہی تھی — اسے ڈر تھا کہ لوگ اولگا کا مذاق اڑائیں گے — لیکن کسی نے مذاق نہیں اڑایا —

گیورگی اور اولگا اس قدر کم‌عمر، مسرور، مگن اور سندر لگ رہے تھے کہ ژینیا کا جی چاہا دوڑکر اسٹیج پر جائے اور دونوں کو چمٹا لے —

اولگا نے اکارڈین اٹھایا —

گیورگی کی پیشانی پر گہری سی شکن پڑ گئی — اس نے کندھے جھکا لئے اور سر نیچا کر لیا — اب وہ ایک بوڑھا آدمی تھا اور اس نے نیچی اور گونج‌دار آواز میں گانا شروع کیا —

میں تین راتوں سے نہیں سویا،
میرا تصور مجھے ہمیشہ
اداس خاموشی میں ایک پراسرار جنبش دکھاتا رہتا ہے۔
میری انگلیاں بندوق پر ہیں، میرا دل خوف سے بھرا ہوا ہے،
بیس سال پہلے جنگ کے وقت جو کیفیت تھی سو اب بھی ہے۔
میں بوڑھا ہوں تو ہوا کروں!
اگر قسمت نے مجھے ایک دفعہ پھر
دشمنوں کے بدیشی گرگوں کے مقابل لا ڈالا
تو میں اسی طرح بےخوفی سے لڑوں گا جیسے بیس سال قبل
اور دشمن پر رحم نہیں کھاؤں گا۔

''بہت اچھا ہے! بچارا بہادر بوڑھا! اور یہ کتنا اچھا گاتے ہیں،، ژینیا نے زیر لب کہا۔''یہ ہوئی بات! اولیا، بجائے جاؤ! افسوس ابا اس وقت تمہارا باجہ نہیں سن سکتے!،،

کنسرٹ کے بعد گیورگی اور اولگا ہاتھ میں ہاتھ دئے پارک میں ٹہلتے رہے۔

''اور سب کچھ تو ٹھیک ہے،، اولگا کہہ رہی تھی ''مگر میری سمجھ میں نہیں آتا ژینیا کہاں غائب ہے۔،،

''وہ اپنی جگہ پر کھڑی ہوئی چیخ رہی تھی ''شاباش! واہ وا!،، گیورگی نے کہا۔''پھر...،، گیورگی کی زبان لڑکھڑا گئی ''پھر ایک لڑکا اس کے پاس آیا اور وہ دونوں وہاں سے غائب ہو گئے۔،،

''کون سا لڑکا؟،، اولگا نے فکرمند ہوکر پوچھا۔''گیورگی تم عمر میں مجھ سے بڑے ہو۔ مجھے بتاؤ اس بچی کے ساتھ کیا کروں۔ دیکھو آج مجھے یہ پرچہ ملا۔،،

گیورگی پرچہ پڑھ کر خیال میں غرق ہو گیا — اس کی پیشانی پر بل پڑے ہوئے تھے —

''ڈرنا مت کا مطلب ہے 'بات نہ سننا،، اولگا نے کہا — ''اگر مجھے وہ لڑکا کہیں مل جاتا تو اسے وہ کھری کھری سناتی کہ یاد رکھتا !،،

اولگا نے پرچہ رکھ لیا — کئی منٹ تک دونوں خاموش رہے — مگر موسیقی اس قدر کیف آور تھی اور ان کے چاروں طرف سب لوگ اس قدر مسرور اور شادماں تھے کہ انہوں نے بھی تھوڑی دیر بعد پھر ہاتھ میں ہاتھ ڈال لئے اور پھر ٹہلنے لگے —

اچانک ایک چوراہے پر ان کی ایک اور جوڑے سے مڈبھیڑ ہوئی جو بالکل انہیں کی طرح بڑے دوستانہ انداز سے ہاتھ میں ہاتھ ڈالے ٹہل رہا تھا — وہ تیمور اور ژینیا تھے —

دونوں جوڑے شرما کر سرخ ہو گئے اور ایک دوسرے کو بڑے اخلاق سے سلام کیا لیکن رکے نہیں —

''یہ ہے وہ لڑکا !،، اولگا انتہائی بے بسی کے عالم میں گیورگی کا ہاتھ کھینچ کر کہنے لگی — ''یہی ہے وہ!،،

''ہاں ،، گیورگی نے شرمندہ ہوکر کہا — ''اور سب سے بری بات تو یہ ہے کہ یہ لڑکا میرا لاابالی بھتیجا تیمور ہے —،،

''اور تم... آپ جانتے تھے؟،، اولگا تیز ہو کر بولی — ''اور مجھ سے آپ نے ایک لفظ بھی نہیں کہا !،،

اولگا اس کا ہاتھ جھٹک کر روش پر دوڑ گئی — لیکن تیمور اور ژینیا کا پتہ بھی نہیں تھا — وہ ایک چھوٹی سی ٹیڑھی میڑھی روش پر مڑی اور آخرکار وہاں اسے تیمور کواکین اور لم ٹنگو کے روبرو کھڑا ہوا نظر آیا —

''سنو،، اس نے تیمور کے قریب آکر کہا — ''یہ کافی نہیں ہے کہ تم چوری چوری لوگوں کے باغوں میں گھسو اور درخت توڑو ——

یہاں تک کہ بوڑھی عورتوں اور یتیم بچی کے باغ بھی تمہاری زد سے نہ بچیں! یہ کافی نہیں کہ کتے تک تمہاری حرکتوں کی وجہ سے تم سے کترائیں! تم نے اسی پر بس نہیں کیا اور میری بہن کو بھی میرے خلاف کر دیا! تم پائنیر ٹائی لگائے ہوئے ہو مگر ہو چھٹے ہوئے بدمعاش!،،

تیمور کا رنگ اڑ گیا —

''یہ ٹھیک نہیں — آپ کچھہ نہیں جانتیں،، اس نے کہا —

اولگا نے کچھہ اس طرح ھاتھہ ھلائے گویا آگے سننے کو تیار نہیں ھے اور بھاگ کر ژینیا کو تلاش کرنے چلی گئی —

تیمور خاموش کھڑا رہا —

لم ٹنگو اور کوا کین بھی حیران ہو گئے تھے اور خاموش کھڑے تھے —

''کہو کمیسار ؟،، کوا کین بولا — ''تمہیں بھی کبھی ناخوش گوار واقعات پیش آتے ھیں!،،

''ھاں، سردار!،، تیمور نے نظریں اٹھا کر کہا — ''میں اس وقت کوئی خوشی نہیں محسوس کر رہا ہوں — تمہاری وجہ سے یہ سب کچھہ سننے کی بہ نسبت تو میں اس بات کو ترجیح دیتا کہ تم لوگ مجھے پکڑ کر پیٹو!،،

''تم چپ کیوں رہتے ہو؟،، کوا کین نے اندر ھی اندر ھنس کر کہا — ''تم کہہ سکتے ہو کہ یہ سب حرکتیں تمہاری نہیں ھیں ہماری ھیں — ھم پورے وقت یہاں موجود تھے —،،

''ھاں اور کیا!،، لم ٹنگو نے بہت خوش ہو کر اتفاق کیا — ''تم یہ کہہ سکتے تھے اور ھم تمہیں اس کے بدلے ایک زوردار تھپڑ دے سکتے تھے —،،

لیکن کوا کین کو یہ خیال نہیں تھا کہ لم ٹنگو اس کی اس طرح ھاں میں ھاں ملائے گا — اس نے سردمہری سے اپنے دوست کو

دیکھا — اس دوران میں تیمور دھیرے دھیرے چل پڑا — وہ چلتے چلتے ہاتھہ سے درختوں کے تنوں کو تھپکتا جا رہا تھا —

''یہ لڑکا خوددار ہے،، کوا کین نے آہستگی سے کہا — ''رونا چاہتا ہے مگر روئے گا نہیں — ،،

''چلو اسے رلانے کا سامان کر دیں!،، لم ٹنگو نے کہا — اس نے تیمور پر صنوبر کا ایک پھل پھینکا —

''وہ خوددار ہے،، کوا کین نے بیٹھی ہوئی آواز میں دھرایا — ''اور تم —— تم سور ہو!،، اور اس نے لم‌ٹنگو کے سر پر مکا مارا —

لم‌ٹنگو کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا — پھر اس نے ایک زوٗر کی چیخ ماری اور بگٹٹ بھاگا — کوا کین اس کے پیچھے دوڑا اور اس کی پیٹھہ پر دو ہاتھہ جڑے —

آخرکار کوا کین رک گیا — اس نے اپنی ٹوپی اٹھا کر اسے گھٹنے پر مارا تاکہ اس کا گردوغبار جھڑ جائے — پھر اس نے آئس کریم بیچنے والے کو ڈھونڈھہ کر اس سے آئس کریم خریدی، ایک درخت سے لگ کر کھڑا ہو گیا اور زور زور سے سانس لے لے کر ندیدے پن سے آئس کریم کھانے لگا —

* * *

تیمور کو نشانہ‌بازی کے میدان کے قریب گے‌ئیکا اور سیما ملے —

''تیمور!،، سیما نے اسے پکارا — ''تمہارے چچا تمہیں ڈھونڈھہ رہے ہیں — اور بہت طیش میں معلوم ہوتے ہیں — ،،

''مجھے معلوم ہے — میں گھر جا رہا ہوں — ،،

''پھر آؤ گے؟،،

''مجھے نہیں معلوم — ،،

''تیمورا،، گے‌ئیکا نے بڑی محبت سے اپنے ساتھی کا ہاتھہ پکڑ

لیا — ''کیا بات ہے؟ ہم نے کسی کو کوئی تکلیف نہیں پہنچائی ہے — اور تم جانتے ہی ہو کہ جب آدمی حق پر ہو...''

''ہاں میں جانتا ہوں — جب آدمی حق پر ہو تو وہ دنیا میں کسی چیز سے نہیں ڈرتا — مگر تکلیف تو ہوتی ہی ہے —''

تیمور وہاں سے چلا گیا —

اسی وقت ژینیا دوڑ کر اولگا کے پاس پہنچی جو اپنا اکارڈین گھر لئے جا رہی تھی —

''اولیا!''

''چلی جاؤ!'' اولگا نے بہن کی طرف دیکھے بغیر کہا — ''میں تم سے بات کرنا نہیں چاہتی کبھی! میں ابھی ماسکو جا رہی ہوں اور تم میری غیر موجودگی میں جو چاہے کرو — رات رات بھر جس کے ساتھ دل چاہے خدائی‌خوار پھرو —''

''مگر اولیا...''

''میں تم سے بات نہیں کرنا چاہتی — پرسوں ہم ماسکو واپس جا رہے ہیں — اور وہاں ابا کا انتظار کریں گے —''

''ہاں! ابا ہی کو یہ پورا قصہ بتایا جائے گا — تم کو نہیں!'' مارے طیش کے اس کے آنسو امڈے پڑ رہے تھے اور گلا رندھا جا رہا تھا — وہ تیمور کی تلاش میں دوڑ گئی —

اسے گے‌ئیکا اور سیما ملے — اس نے ان سے پوچھا کہ انہوں نے تیمور کو تو نہیں دیکھا —

''اسے گھر بلایا گیا ہے'' گے‌ئیکا نے کہا — ''اس کے چچا تمہاری وجہ سے اس سے بےحد خفا ہیں —''

اب ژینیا غصے کے مارے آپے سے باہر ہو گئی تھی — اس نے زور زور سے زمین پر پاؤں پٹکے، کس کر مٹھیاں باندھ لیں اور کہنے لگی:

''اس طرح بے وجہ لوگوں کو دکھہ پہنچتا ہے!،،

اس نے ایک سفیدے کے درخت کے گرد اپنی باھیں ڈال دیں ـ اسی لمحے نیورا اور تانیا دوڑتی ہوئی اس کے پاس آئیں ـ

''ژینیا!،، تانیا نے کہا ـ ''کیا بات ہے؟ ژینیا چلو، جلدی چلو ـ ابھی ایک اکارڈین نواز آیا ہے اور ناچ شروع ہو گیا ہے ـ لڑکیاں سب وہاں پہنچ چکی ہیں ـ،،

ان دونوں نے ژینیا کو خوب ہلایا، گلے لگایا اور آخرکار اسے گھسیٹ کر اس دائرے میں لے ہی آئیں جہاں پھولوں کے سے رنگ برنگے اور شوخ بلاؤز اور فراک مسلسل چکر کھاتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے ـ

''ژینیا روؤ مت!،، نیورا ہمیشہ کی طرح ادھہ کھلے منہ سے تیز تیز بولتی ہوئی کہنے لگی ـ ''بعض دفعہ نانی اماں مجھے مارتی ہیں لیکن میں کبھی نہیں روتی ! آؤ لڑکیو، دائرے میں چلیں ! ہو جائے شروع ناچ!،،

''ہو جائے شروع ناچ!،، ژینیا نے آواز میں آواز ملائی ـ

دائرے میں شامل ہوکر انہوں نے بھی مستانہ‌وار گھومنا اور ناچنا شروع کر دیا ـ

* * *

جوں ہی تیمور گھر میں داخل ہوا اس کے چچا نے اسے اپنے پاس بلایا ـ

''میں تمہاری راتوں کی مہموں سے تنگ آ چکا ہوں،، گیورگی نے کہنا شروع کیا ـ ''اور تمہارے سگنل اور رسیوں اور ٹیلیفون کی گھنٹیوں سے بھی ـ وہ کمبل والا دیوانہ‌پن کیا تھا؟،،

''وہ غلط فہمی تھی ـ،،

''اچھی غلط فہمی تھی! اور مہربانی سے اس لڑکی سے کوئی واسطہ مت رکھو— اس کی بہن تمہیں ناپسند کرتی ہے—،،

''کیوں؟،،

''مجھے نہیں معلوم— کوئی نہ کوئی وجہ تو ہوگی ہی— اور تم کس قسم کے پرچے اسے لکھتے رہے ہو؟ صبح تڑکے باغ میں کس قسم کی ملاقاتیں ہوتی ہیں تمہاری؟ اولگا کہتی ہے تم اس کی بہن کو آوارہ گردی سکھا رہے ہو—،،

''وہ جھوٹ بولتی ہیں،، تیمور غصے میں بھر کر چلایا— ''اور خود کو نوجوان کمیونسٹ لیگ کی ممبر کہتی ہیں! اگر انہیں معلوم نہیں ہے کہ ان سب چیزوں کا کیا مطلب ہے تو مجھ سے پوچھ سکتی تھیں— میں انہیں بتا دیتا—،،

''اچھا ٹھیک ہے— لیکن ابھی تک تم نے اسے نہیں بتایا ہے اور میں تمہیں سختی سے ان کے گھر کے پاس تک پھٹکنے کو منع کرتا ہوں— اور ویسے بھی اگر تم سنبھل کے نہ رہے تو میں تمہیں تمہاری ماں کے پاس چلتا کر دوں گا—،،

وہ جانے کے لئے مڑا—

''چچا،، تیمور نے اسے پکارا ''جب آپ چھوٹے تھے تو کیا کرتے تھے؟ کس قسم کے کھیل کھیلتے تھے؟،،

''ہم؟ ہم بھاگتے تھے، دوڑتے تھے، چھتوں پر چڑھتے تھے، کبھی کبھی لڑائیاں بھی ہوتی تھیں، مگر ہمارے کھیل سیدھے سادے تھے اور ہر شخص کی سمجھ میں آ سکتے تھے—،،

* * *

ژینیا کو سزا دینے کے لئے اولگا اسی روز شام کو اس سے کچھ کہے سنے بغیر ماسکو چلی گئی—

اسے ماسکو میں کوئی کام نہیں تھا، سو سیدھی گھر جانے کے

بجائے وہ ایک سہیلی کے یہاں چلی گئی —وہ گھر پہنچی تو تقریباً دس بج رہے تھے—

اس نے دروازہ کھولا، بجلی جلائی اور ایک دم اچھل پڑی: دروازے میں ایک تار اٹکا ہوا تھا—

اولگا نے جلدی جلدی اس مختصر سے پیغام کو پڑھا— یہ ابا کا تار تھا—

* * *

شام ہوتے جب ٹرک اور گاڑیاں پارک سے جانی شروع ہوئیں ژینیا اور تانیا دوڑتی ہوئی گھر آئیں — ژینیا والی بال کھیلنے کے لئے سینڈل اتار کر کرمچ کے جوتے پہننا چاہتی تھی—

جس وقت وہ جوتے کے فیتے باندھ رہی تھی، سنہری بالوں والی لڑکی کی ماں کمرے میں داخل ہوئی—ننھی بچی اس کی گود میں سوئی پڑی تھی—

جب اس عورت کو پتہ چلا کہ اولگا گھر پر نہیں ہے تو وہ بہت غمگین ہوئی—

''میں اپنی بچی کو یہاں چھوڑنا چاہتی تھی،، اس نے کہا— ''مجھے نہیں معلوم تھا کہ تمہاری بہن گھر پر نہیں ہیں — اصل میں بات یہ ہے کہ آج رات کی ٹرین سے میری ماں آ رہی ہیں اور مجھے ان کو لینے ماسکو جانا ہے —،،

''اسے میرے پاس چھوڑ جائیے،، ژینیا نے کہا — ''اگر اولگا یہاں نہیں ہیں تو کیا ہوا — میں بھی تو آخر کچھ ہوں! اسے میرے پلنگ پر لٹا دیجئے — میں دوسرے پر سو جاؤں گی —،،

''یہ آرام سے سو رہی ہے اور صبح تک بالکل نہیں اٹھے گی،، ماں نے خوش ہوکر کہا — ''بس کبھی کبھی تکیہ ٹھیک کرتی رہنا —،،

ان دونوں نے ننھی لڑکی کے کپڑے بدلے اور اسے بستر پر لٹا دیا — اس کی ماں چلی گئی — ژینیا نے پردے ایک طرف کر دئے تاکہ

باہر سے پلنگ اسے نظر آتا رہے اور دروازہ بند کر دیا — پھر آپس میں یہ طے کرنے کے بعد کہ دونوں باری باری بھاگ کر بچی کو دیکھیں گی، والی بال کھیلنے دوڑ گئیں —

ان کے جاتے ہی ڈاکیہ برساتی میں داخل ہوا — وہ بڑی دیر تک دروازہ کھٹکھٹاتا رہا اور جب اسے کوئی جواب نہ ملا تو اس نے پڑوسی کے گھر جا کر پوچھا کہ کیا مالک مکان شہر واپس چلے گئے ہیں —

''نہیں،، پڑوسی نے کہا — ''چھوٹی لڑکی تو ابھی منٹ بھر پہلے تک یہیں تھی — میں دے دوں گا اسے یہ تار — ،،

تار لینے کے لئے پڑوسی نے دستخط کئے اور پھر تار کو جیب میں رکھ کر ایک بنچ پر بیٹھ گیا اور پائپ سلگا کر ژینیا کا انتظار کرنے لگا —

ڈیڑھ گھنٹے بعد ڈاکیہ پھر آیا —

''لیجئے یہ ایک اور تار ہے — یہ سب کیا گڑبڑ ہے؟ مہربانی سے اس تار کے لئے بھی دستخط کر دیجئے — ،،

پڑوسی نے رجسٹر میں دستخط کئے — اب خوب اندھیرا ہو گیا تھا — اس نے پھاٹک کھولا، سیڑھیوں پر چڑھ کر برساتی میں آیا اور کھڑکی سے جھانک کر دیکھا — اندر ایک چھوٹی سی بچی سو رہی تھی اور اس کے سرہانے ایک بھورا بلی کا بچہ کنڈلی مارے پڑا تھا — اس کا مطلب تھا کہ مالک مکان کہیں دور نہیں گئے تھے — پڑوسی نے کھڑکی کھولی اور دونوں تار اندر گھسا دئے — وہ بڑی صفائی سے کھڑکی کے تختے پر جا کر گرے جہاں ژینیا کی نظر یقیناً ان پر پڑے گی —

لیکن ژینیا کی نظر نہیں پڑی — وہ اندر آئی، چاند کی روشنی میں بچی کا تکیہ ٹھیک کیا، بلی کے بچے کو الگ کیا اور کپڑے بدل کر سونے لیٹ گئی — وہ بہت دیر تک لیٹی سوچتی رہی — ہوں، تو زندگی ایسی بھی ہو سکتی تھی! اس میں اس کا قصور نہیں تھا اور

اولگا کا قصور بھی نہیں معلوم ہوتا تھا مگر ان دونوں کی پہلی بڑی لڑائی ہو گئی تھی!

ژینیا کو بہت دکھ پہنچا تھا — اسے نیند نہیں آئی — اس نے سوچا کہ ذرا سی روٹی اور جام کھائے — وہ پلنگ سے کود کر الماری کی طرف آئی اور اس نے بجلی جلائی — تب اسے کھڑکی میں پڑے ہوئے تار نظر آئے —

اس کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا — کانپتے ہوئے ہاتھوں سے اس نے تار کھولے —

پہلے تار میں لکھا تھا:

''راستے میں بارہ بجے رات سے تین بجے تک ٹھیروں گا — شہر کے مکان میں انتظار کرو — تمہارا ابا —،،

دوسرے میں لکھا تھا:

''فوراً آؤ — آج رات ابا شہر میں ہوں گے — اولگا —،،

ژینیا نے گھنٹے کی طرف دیکھا تو اس کا دل ڈوب گیا — پونے بارہ بج رہے تھے — پھر اس نے جلدی جلدی کپڑے پہنے اور سوتی ہوئی بچی کو گود میں لے کر دیوانوں کی طرح دوڑتی ہوئی برساتی میں آئی — پھر اس نے ارادہ بدل دیا — بچی کو واپس پلنگ پر لٹا دیا اور خود بھاگ کر سڑک پر نکل آئی اور گوالن کے گھر کی طرف دوڑ گئی — وہاں جاکر وہ بری طرح کواڑ پیٹنے لگی — یہاں تک کہ ایک پڑوسن نے کھڑکی سے باھر سر نکال کر نیند بھری آواز میں پوچھا:

''ارے اتنے زور سے کواڑ کیوں پیٹ رہی ہو؟ یہ کیا مذاق ہے؟،،

''نہیں نہیں، یہ مذاق نہیں ہے — مجھے خالہ ماشا سے بہت ضروری ملنا ہے — مجھے ان کے پاس ایک بچی کو چھوڑنا ہے،، ژینیا نے منت بھرے لہجے میں کہا —

''تم کیا باتیں کر رہی ہو؟ ،،پڑوسن نے کھٹ سے کھڑکی بند کرتے ہوئے کہا — ''بوڑھی گوالن تو صبح سے اپنے بھائی سے ملنے گاؤں گئی ہوئی ہیں — ،،

اسٹیشن میں داخل ہوتی ہوئی ٹرین نے سیٹی دی — ژینیا بھاگتی ہوئی پھر سڑک پر چلی گئی اور وہاں بوڑھے ڈاکٹر سے ٹکر کھا گئی —

''معاف کیجئے!،، وہ گھبرا کر بولی — ''کیا آپ بتا سکتے ہیں یہ کون سی ٹرین ہے؟،،

بوڑھے ڈاکٹر نے اپنی گھڑی نکالی —

''تیئس بج کر پچپن منٹ والی،،اس نے جواب دیا — ''ماسکو جانے والی آخری ٹرین — ،،

''کیا مطلب، آخری ؟،، ژینیا نے آہستہ سے کہا — اس کا گلا بالکل رندھ گیا تھا — ''اور اس کے بعد کس وقت جاتی ہے؟،،

''اس کے بعد صبح تین بج کر چالیس منٹ پر جاتی ہے — بچی کیا ہو رہا ہے تمہیں؟،، اس نے لڑکھڑاتی ہوئی لڑکی کے کندھے پکڑ کر شفقت سے پوچھا — ''ارے رو رہی ہو؟ میں تمہاری کوئی مدد کر سکتا ہوں؟،،

''نہیں نہیں، کوئی میری مدد نہیں کر سکتا!،، ژینیا نے اپنے امنڈتے ہوئے آنسوؤں کو روک کر بھاگتے ہوئے کہا — ''اب دنیا میں کوئی شخص میری مدد نہیں کر سکتا!،،

* * *

گھر پہنچ کر وہ دھم سے پلنگ پر جا گری مگر دوسرے ہی لمحے پھر کود کر کھڑی ہو گئی اور سوتی ہوئی بچی کو غصے سے گھورنے لگی — پھر اپنا فرض یاد کرکے اس نے بچی کا کمبل ٹھیک کیا اور بھورے بلی کے بچے کو اس کے تکیے کے پاس سے ہٹایا —

اس نے برساتی، کمرے اور باورچی خانے ہر ہر جگہ کی بجلیاں جلا دیں اور خود صوفے پر بیٹھ کر زور زور سر ہلانے لگی — وہ بہت دیر تک اسی طرح بیٹھی رہی — اس وقت اس کے دماغ میں کوئی خاص خیال نہیں تھا — اتفاق سے اس کا ہاتھ قریب پڑے ہوئے اکارڈین کے سروں پر پڑ گیا — اس نے بے خیالی سے اسے اٹھا لیا اور سروں پر انگلیاں پھیرنے لگی — ایک حسرتناک اور غم آگیں نغمہ کمرے میں تیرنے لگا — ژینیا نے ایک دم اکارڈین کو پرے سرکا دیا اور خود کھڑکی کے پاس چلی گئی — اس کے کندھے بری طرح کانپ رہے تھے —

نہیں! وہ اب ایک منٹ بھی یہاں اکیلی رہ کر اس کرب کو برداشت نہیں کر سکتی — اس نے ایک شمع جلائی اور باغ میں سے ہوتی ہوئی کھلیان کی طرف چلی —

وہ رہی دوچھتی — اپنے تمام سازوسامان، رسیوں، نقشہ، جھنڈوں اور بوروں سمیت — اس نے لالٹین جلائی، پہیے کے پاس گئی، صحیح رسی تلاش کرکے اسے پہیے میں اٹکایا اور زور سے پہیہ گھما دیا —

* * *

تیمور گہری نیند سویا پڑا تھا جو ایک دم کتے نے اپنے پنجے سے اس کا کندھا چھوا — اس کا لمس اتنا نرم تھا کہ تیمور کو پتہ ہی نہ چلا — پھر کتے نے کمبل میں دانت گاڑ دئے اور اسے کھینچ کر زمین پر ڈال دیا —

تیمور اٹھ کر بیٹھ گیا —

"کیا بات ہے؟" اس نے حیران پریشان ہوکر پوچھا — "کیا کچھ گڑبڑ ہے؟"

کتا اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھنے، دم ہلانے اور سر کو جھٹکے دینے لگا — اسی وقت تیمور کو چھوٹی سی تانبے کی گھنٹی کی جھنکار سنائی دی —

وہ برساتی میں گیا اور ٹیلیفون کا چونگا اٹھا لیا — وہ سوچ رہا تھا کہ اتنی رات گئے یہ کون ہو سکتا ہے —

''ہاں، فون پر تیمور بول رہا ہے — ادھر کون ہے؟ تم؟ ژینیا تم ہو؟''

شروع میں تو تیمور سکون سے سنتا رہا — پھر اس کے ہونٹ کانپنے لگے اور چہرے پر سرخی دوڑ گئی — اب وہ زور زور سانس لے رہا تھا —

''اور صرف تین گھنٹے کے لئے؟''، اس نے گھبرائے ہوئے لہجے میں پوچھا — ''ژینیا تم رو تو نہیں رہیں؟ میں تمہاری آواز سن رہا ہوں — تم رو رہی ہو — روؤ مت! ژینیا، نہ روؤ! میں ابھی آیا!''

اس نے چونگا جگہ پر رکھ دیا اور الماری میں سے ایک ٹائم ٹیبل کھینچ کر نکالا —

''ہاں یہ لکھا ہے آخری گاڑی ۰۰ : ۲۳ پر جاتی ہے — اور اس کے بعد صبح ۴۰ : ۳ پر —''، وہ کھڑا ہوا ہونٹ کاٹ رہا تھا —

''وقت نکل گیا! کیا اب کچھ نہیں کیا جا سکتا؟ نہیں! بہت دیر ہو گئی!''

لیکن دن رات ژینیا کے مکان کے پھاٹک پر ایک سرخ ستارہ جگمگاتا رہتا تھا — تیمور نے اسے خود اپنے ہاتھوں سے روشن کیا تھا اور اس کی کرنیں سیدھی اس کی آنکھوں کے اندر گھس کر انہیں خیرہ کئے دے رہی تھیں —

ایک فوجی افسر کی بیٹی مصیبت میں گرفتار تھی! ایک فوجی افسر کی بیٹی اتفاق سے مصیبت میں پھنس گئی تھی!

اس نے جلدی جلدی کپڑے پہنے اور بھاگ کر باہر گیا — چند ہی منٹ بعد وہ بوڑھے ڈاکٹر کے مکان کی برساتی میں کھڑا تھا — ڈاکٹر کے کمرے میں ابھی تک بجلی جل رہی تھی — تیمور نے دروازہ کھٹکھٹایا — حیرت زدہ ڈاکٹر نے دروازہ کھولا —

''کیا ہے؟،، اس نے رکھائی سے پوچھا۔

''مجھے آپ سے کام ہے،، تیمور نے جواب دیا۔

''مجھ سے؟،، بڑے میاں نے لمحہ بھر کچھ سوچا، پھر بڑے انداز سے دروازہ پورا کھول کر کہنے لگا: ''اچھا اس صورت میں اندر آجاؤ۔،،

انہوں نے زیادہ دیر بات چیت نہیں کی۔

''ہم لوگ بس یہی کام کر رہے ہیں،، تیمور نے اپنی بات اس طرح ختم کی۔ اس وقت اس کی آنکھوں کی چمک خیرہ کن تھی۔ ''ہم صرف یہی سب کچھ کرتے رہے ہیں اور فقط اسی طرح کھیلتے رہے ہیں ۔ اور یہی وجہ ہے کہ مجھے اس وقت آپ کے کولیا کی ضرورت ہے۔،،

بوڑھا ڈاکٹر ایک لفظ کہے بغیر اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے اچانک تیمور کی ٹھوڑی پکڑ کر اس کا سر پیچھے جھکایا، اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھا اور کمرے سے باہر چلا گیا۔

وہ کولیا کے کمرے میں داخل ہوا اور اس کا کندھا پکڑ کر ہلایا۔

''اٹھو!،، اس نے کہا۔ ''تمہیں بلایا جا رہا ہے۔،،

''میں نے کچھ نہیں کیا،، کولیا ڈر کے مارے آنکھیں گھما گھما کر بڑبڑانے لگا۔ ''ایمان سے کہتا ہوں دادا ابا میں نے کچھ نہیں کیا۔،،

''اٹھو،، دادا ابا نے رکھائی سے پھر وہی بات کہی۔ ''تمہارا ساتھی تمہیں لینے آیا ہے۔،،

* * *

ژینیا دوچھتی میں دونوں ہاتھوں سے گھٹنوں کو پکڑے پیال کے ڈھیر پر بیٹھی تیمور کا انتظار کر رہی تھی۔ لیکن تیمور کے بجائے کولیا کا بکھرے بالوں والا سر کھڑکی کے اندر نمودار ہوا!

''تم؟،، ژینیا چلائی – ''تمہیں کیا چاہئے؟،،

''میں نہیں جانتا،، کولیا نے آہستہ سے سہمی ہوئی آواز میں جواب دیا – ''میں سو رہا تھا کہ تیمور آیا – میں اٹھ گیا – اس نے مجھے یہاں بھیجا – اس نے مجھ سے کہا کہ تم سے پھاٹک پر آنے کو کہہ دوں – ،،

''کس لئے؟،،

''یہ میں نہیں جانتا – میرا تو خود سر چکرا رہا ہے – میری کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا، ژینیا – ،،

* * *

گھر پر کوئی تھا ہی نہیں جس سے اجازت لی جائے – اس کا چچا ماسکو میں تھا – تیمور نے لالٹین جلائی، ایک کلہاڑی لی، کتے کو آواز دی اور باغ میں چلا گیا – وہ سائبان کے دروازے کے سامنے پہنچ کر رک گیا – وہ کبھی کلہاڑی کو دیکھتا تھا اور کبھی قفل کو – ہاں! وہ جانتا تھا کہ یہ حرکت ٹھیک نہیں ہے مگر اس کے سوا کوئی چارہ ہی نہ تھا – ایک بھرپور ہاتھ جو پڑا تو قفل ٹوٹ کر دور جا گرا – تیمور نے موٹرسائیکل سائبان سے باہر نکالی –

''شیرو!،،اس نے غمگین آواز میں کتے کو پکارا اور جھک کر اس کی ناک کو پیار کر لیا – ''خفا مت ہو! میں اور کچھ کر ہی نہیں سکتا تھا – ،،

* * *

ژینیا اور کولیا دروازے پر انتظار کر رہے تھے – دور ایک روشنی دکھائی دی جو تیزی سے ان کے قریب پہنچ گئی – انہیں انجن کی پھٹ پھٹ سنائی دی اور پھر آنکھیں چندھیا دینے والی تیز روشنی ان پر جھپٹ پڑی تو وہ آنکھیں جھپکا کر الٹے قدموں باڑ کی

طرف بڑھے — ایک دم روشنی بجھ گئی، انجن بند ہو گیا اور تیمور ان کے سامنے کھڑا تھا —

''کولیا،، اس نے ''ھلو،، تک کہے بغیر اور کسی قسم کا سوال جواب کئے بغیر کہنا شروع کیا ''تم یہاں رہو اور سوتی ہوئی بچی کی رکھوالی کرو — تم پورے دستے کے سامنے اس کے لئے جواب دہ ہو گے — ژینیا، چڑھ جاؤ! ہم جا رہے ہیں، ماسکو!،،

ژینیا مارے خوشی کے بری طرح چیخ پڑی اور تیمور کو لپٹا کر پیار کر لیا —

''بس چڑھ جاؤ، ژینیا!،، تیمور چلایا — وہ چہرے پر سختی پیدا کرنے کی کوشش کر رہا تھا — ''مضبوطی سے پکڑ لو! چل پڑے ہم!،،

انجن دھاڑا، ھارن چیخا اور تھوڑی ہی دیر کے اندر پچھلی لال روشنی بھی نظر سے اوجھل ہو چکی تھی — کولیا بالکل ہی بدحواس ہو رہا تھا — اس نے ایک لکڑی اٹھائی اور اسے بندوق کی طرح ھاتھ میں لئے ہوئے پورے مکان میں، جو بجلیوں کی بہتات سے بےحد روشن ہو رہا تھا، گھومنے لگا —

''ھاں!،، اس نے بڑی شان سے گشت لگاتے ہوئے کہا — ''سپاھی کی زندگی بڑی کٹھن ہوتی ہے! نہ دن کو چین نہ رات کو آرام!،،

* * *

تین بجا ہی چاہتے تھے — کرنل الکساندروف ایک میز کے پاس بیٹھے تھے جس پر کچھ کباب، پنیر اور روٹی رکھی ہوئی تھی اور چائے کی کیتلی جو اب ٹھنڈی ہو چکی تھی —

''آدھ گھنٹے کے اندر مجھے روانہ ہونا ہے،، انہوں نے اولگا سے کہا — ''افسوس ہے کہ میں ژینیا کو نہیں دیکھ سکا — اولیا تم رو رہی ہو؟،،

''میری سمجھ میں نہیں آتا وہ کیوں نہیں آئی! اس کے لئے میرا دل دکھ رہا ہے — وہ آپ سے ملنے کو تڑپ رہی تھی — اب تو وہ بالکل ہی دیوانی ہو جائے گی ویسے بھی کچھ کم دیوانی نہیں ہے!''

''اولیا''، اس کے باپ نے اٹھتے ہوئے کہا ''مجھے یقین نہیں آتا کہ ژینیا بری صحبت میں پڑکے بگڑ سکتی ہے یا اس پر کوئی اس طرح حکم چلا سکتا ہے — نہیں! ژینیا تو ایسی نہیں ہے!''

''پھر وہی بات ابا!''، اولگا نے شکایت بھرے لہجے میں کہا — ''آپ اگر اس سے یہ بات کہیں گے تو غضب ہی ہو جائے گا — وہ تو پہلے ہی ہر وقت یہ کہتی رہتی ہے کہ وہ آپ پر پڑی ہے — مگر بالکل بھی آپ پر نہیں پڑی! وہ چھت پر چڑھ گئی ایک دن اور اس نے دودکش میں سے ایک رسی نیچے لٹکا دی — میں استری کرنے ہی والی تھی کہ استری اچھل کر میرے ہاتھ سے نکل گئی اور دودکش میں سے ہوتی ہوئی کہیں چل دی — اور ابا جب آپ گئے تو اس کے پاس چار فراک تھے — دو تو اس نے تار تار کر دئے — ایک اس کے چھوٹا ہو گیا اور چوتھا میں اسے پہننے نہیں دیتی — میں نے خود اس کے لئے تین نئے فراک بنائے مگر وہ تو ان کو برباد کرتی ہے بالکل! ہر وقت اس کے ہاتھ پاؤں پر خراشیں اور چوٹوں کے نشان پڑے رہتے ہیں — اور بات کرو تو ہونٹ کس کر بند کر لیتی ہے اور اپنی نیلی آنکھیں پوری کھول دیتی ہے — مجھے معلوم ہے سب لوگ اسے چھوئی موئی سمجھتے ہیں — مگر ذرا اس چھوئی موئی کو ہاتھ لگا کر تو دیکھئے! کانٹے نہ چبھ جائیں تو نام بدل دوں ابا آپ یہ نہ سمجھئے کہ وہ آپ پر پڑی ہے — اگر آپ اس سے یہ کہیں گے تو وہ تین دن تین رات لگاتار دودکش پر چڑھ کر ناچے گی!''

''اچھا، اچھا''، اس کے باپ نے اسے گلے لگاتے ہوئے وعدہ کیا — ''میں اس سے بات کروں گا — میں اسے خط لکھوں گا — لیکن اولیا،

تمہیں بھی اس کے ساتھہ زیادہ سختی نہ برتنی چاھئے — اس سے کہنا میں اسے بے حد چاھتا ہوں، اسے یاد کرتا ہوں اور کہہ دینا کہ ہم لوگ جلد ھی واپس آئیں گے، اور اسے میری وجہ سے رونا دھونا نہیں چاھئے، کیونکہ وہ ایک فوجی افسر کی بیٹی ہے —،،

''وہ روئے گی تو ضرور،، اولگا نے باپ سے چمٹ کر کہا — ''میں بھی فوجی افسر کی بیٹی ہوں مگر میں بھی روؤں گی —،،

اس کے باپ نے گھنٹے پر نظر ڈالی، آئینے کے پاس گئے اور اپنے کوٹ پر پیٹی باندھہ کر اسے درست کیا —

اچانک باھر کا دروازہ کھٹ سے کھلا اور بند ھوا — دروازے کا پردہ سرکا اور ژینیا اندر داخل ھوئی — اس کے کندھے اس طرح آگے کی طرف جھکے ھوئے تھے جیسے چھلانگ مارنے والی ھو — لیکن چیخ مارنے، دوڑنے یا زقند بھرنے کے بجائے وہ آھستہ آھستہ بے آواز قدموں سے چلتی ھوئی آگے بڑھی اور ایک ذرا سی بھی آواز نکالے بغیر اس نے اپنے باپ کے سینے پر سر رکھہ دیا —

اس کی پیشانی کیچڑ میں لت پت تھی اور اس کے ملے دلے فراک پر دھبے پڑے ھوئے تھے —

''ژینیا تم کہاں سے آ رھی ھو؟،، اولگا نے فکرمند ھو کر پوچھا — ''کیسے پہنچیں تم یہاں ؟،،

اس کی طرف منہ کئے بغیر ژینیا نے ھاتھہ ھلا دیا گویا کہہ رھی ھو: ''ذرا ٹھیر جاؤ! مجھے تنگ نہ کرو! کچھہ نہ پوچھو!،،

ژینیا کے باپ نے اسے اٹھا لیا — وہ خود صوفے پر بیٹھہ گئے اور اسے اپنی گود میں بٹھا لیا — انہوں نے ژینیا کے چہرے کو دیکھا اور اپنی ھتیلی سے اس کا کیچڑ میں لت پت ماتھا صاف کیا —

''شاباش ژینیا! بہت اچھی لڑکی ہے ھماری!،،

''مگر تم سر سے پاؤں تک کیچڑ میں لت پت ھو — چہرہ کالا ھو رھا ہے — تم یہاں پہنچیں کیسے؟،، اولگا نے پھر پوچھا —

ژینیا نے دروازے کے پردے کی طرف اشارہ کیا — اولگا نے وہاں تیمور کو کھڑا دیکھا —

وہ اپنے چمڑے کے دستانے اتار رہا تھا — اس کی کنپٹی پر زرد رنگ کا روغن لگا ہوا تھا — اس کا چہرہ پسینے سے تر تھا اور تھکا تھکا معلوم ہو رہا تھا — وہ ایک مزدور کا چہرہ معلوم ہو رہا تھا جس نے اپنا کام اچھی طرح انجام دیا ہو — اس نے سلام کے لئے سر ہلایا —

''ابا!،، ژینیا کود کر باپ کی گود سے نکلی اور تیمور کی طرف دوڑ گئی — ''آپ کسی کی باتوں کا یقین نہ کیجئے! کسی کو کچھ نہیں معلوم — یہ تیمور ہے — میرا بہت اچھا ساتھی —،،

اس کے باپ اٹھے اور انہوں نے بڑی گرمجوشی سے تیمور سے ہاتھ ملایا — ژینیا کے چہرے پر ایک فتحمندی کی مسکراہٹ کھیل گئی — اس نے اولگا کو کھوج بھری نگاہوں سے دیکھا — وہ ابھی بھی کچھ حیران سی تھی لیکن پھر بھی تیمور کے پاس جا کر کہنے لگی:

''اچھا تو ہلو...،،

* * *

جلد ہی گھنٹے نے تین بجائے —

''ابا،، ژینیا فکرمند ہو کر بولی ''کیا آپ ابھی سے چلے؟ ہمارا گھنٹہ آگے ہے —،،

''نہیں، ژینیا یہی وقت ہے —،،

''ابا آپ کی گھڑی بھی تیز ہے —،، وہ بھاگ کر ٹیلیفون کے پاس گئی اور وقت پوچھنے کے لئے نمبر ملائے — ایک جچی تلی دھات کی سی آواز نے جواب دیا:

''اس وقت تین بج کر چار منٹ ہوئے ہیں —،،

ژینیا نے پھر دیوار پر لگے ہوئے گھنٹے کو دیکھا اور ٹھنڈا سانس بھرا —

''یہ ہے تو آگے مگر فقط ایک منٹ آگے — ابا ہمیں اپنے ساتھ اسٹیشن لے چلئے — ''
''نہیں ژینیا مجھے افسوس ہے — میں تمہیں نہیں لے جا سکتا — وہاں میں بہت مصروف ہوں گا — ''
''کیوں؟ آپ کا ٹکٹ تو موجود ہی ہے نا ؟''
''ہاں — ''
''فرسٹ کلاس کا؟''
''ہاں فرسٹ کلاس کا — ''
''اوہ میں آپ کے ساتھ فرسٹ کلاس میں دور دور کا سفر کروں تو کتنا مزا آئے !''

* * *

وہ باقاعدہ قسم کا اسٹیشن نہیں تھا بلکہ بس ایک چھوٹا سا پلیٹ فارم تھا جیسا ماسکو کی مال گاڑیوں کے لئے ہوتا ہے — وہاں ریل کی پٹریاں، ریل کی قینچیاں، گاڑیاں اور انجن سبھی کچھ تھے — بس مسافر نہیں تھے — ایک زرہ‌بند ٹرین پلیٹ‌فارم پر آئی — لوہے کی کھڑکی کھلی اور ایک لمحے کے لئے شعلوں کی روشنی میں ڈرائیور کا چہرہ نظر آیا —

ژینیا کے باپ، کرنل الکساندروف اپنا چمڑے کا کوٹ پہنے پلیٹ فارم پر کھڑے تھے — ایک لفٹنٹ ان کے پاس آیا —
''کامریڈ کرنل ہم روانہ ہو سکتے ہیں؟''
''ہاں!'' کرنل نے گھڑی پر نظر ڈالی : تین بج کر ترپن منٹ — ''تین ترپن ہی پر روانہ ہونے کا حکم تھا — ''

کرنل الکساندروف اپنی کار کے قریب گئے اور چاروں طرف نگاہ دوڑائی — سویرا ہو چلا تھا مگر مطلع صاف نہیں تھا — انہوں نے بھیگا ہوا ہینڈل گھمایا تو بھاری دروازہ کھل گیا — سیڑھی پر قدم رکھتے ہوئے وہ مسکرائے اور دل ہی دل میں کہا :

''فرسٹ کلاس کا؟،،

''ہاں فرسٹ کلاس کا — ،،

ان کے اندر جانے کے بعد بھاری فولادی دروازہ دھم سے بند ہو گیا —

وہ زرہ‌بند دیو شور و غل، چرچراہٹ اور دھکوں کے بغیر، بڑے ہموار طریقے سے چل پڑا اور ذرا دیر میں تیز ہونے لگا — پہلے انجن گذرا اور اس کے بعد توپ خانے کی گاڑیاں — ماسکو پیچھے رہ گیا — آسمان پر کہرا چھا گیا — ستارے چھپ گئے — دن نکل آیا —

* * *

جب شہر سے لوٹنے کے بعد گیورگی نے دیکھا کہ تیمور بھی غائب ہے اور موٹرسائیکل بھی تو اس نے فیصلہ کرلیا کہ اب کی دفعہ تو تیمور کو اس کی ماں کے پاس بھیج ہی دے گا —

وہ خط لکھنے بیٹھا ہی تھا کہ اس کی نظر کھڑکی سے باہر پڑ گئی اور اس نے دیکھا کہ سرخ فوج کا ایک سپاہی بجری کی روش پر چلتا ہوا آ رہا ہے —

سپاہی نے ایک لفافہ نکالا —

''کامریڈ گرائیف ؟،، اس نے پوچھا —

''ہاں — ،،

''گیورگی گرائیف؟،،

''ہاں — ،،

''مہربانی سے لفافے کی رسید پر دستخط کر دیجئے — ،،

سرخ فوج کا سپاہی چلا گیا — گیورگی نے لفافے کو الٹ پلٹ کر دیکھا اور معنی‌خیز انداز میں سیٹی بجانے لگا — ہاں یہ وہی چیز تھی جس کا اسے مدت سے انتظار تھا!

اس نے لفافہ کھولا، اندر جو پیغام تھا اسے پڑھا اور پھر اپنے

شروع کئے ہوئے خط کو مڑوڑ کر پھینک دیا — اب اسے تیمور کو روانہ نہیں کرنا تھا بلکہ اس کی ماں کو تار دینا تھا کہ وہ گاؤں آ جائے —

اسی وقت تیمور کمرے میں داخل ہوا — گیورگی نے غضبناک ہوکر میز پر گھونسہ مارا — تیمور کے پیچھے پیچھے ژینیا اور اولگا بھی داخل ہوئیں —

''خاموش رہو مہربانی سے!،، اولگا نے کہا — ''چیخنے اور میز پر گھونسے مارنے کی قطعی کوئی ضرورت نہیں ہے — قصور تیمور کا نہیں بلکہ تمہارا اور میرا ہے —،،

''بالکل ٹھیک ہے،، ژینیا بولی — ''تیمور پر چیخنے کی جرأت نہ کیجئے آپ! اولیا میز کو مت چھونا — ان کا ریوالور چل جائے تو بلا کا شور ہوتا ہے —،،

گیورگی نے ژینیا کی طرف دیکھا، پھر ریوالور کی طرف اور اس کے بعد مٹی کی ٹوٹی ہوئی راکھ‌دانی کی طرف — اب اس کی سمجھ میں کچھ کچھ بات آ رہی تھی —

''تو اس رات کو تم سوئیں تھیں یہاں، ژینیا؟،، اس نے پوچھا —

''ہاں، میں ہی تھی — اولیا ان حضرت کو پورا قصہ سناؤ، اتنے میں اور تیمور کہیں سے مٹی کا تیل اور ایک چیتھڑا لے کر موٹرسائیکل کو صاف کرتے ہیں —،،

* * *

اگلے دن اولگا برساتی میں بیٹھی تھی کہ ایک فوجی افسر پھاٹک میں داخل ہوا — اس کی چال میں ایک ایسے شخص کی سی خوداعتمادی تھی جو اپنے گھر لوٹ کر آ رہا ہو — اولگا حیران سی ہوکر اس سے ملنے کے لئے اٹھی — اس کے سامنے گیورگی ٹینک کے دستوں کے کپتان کی وردی پہنے کھڑا تھا —

''یہ کیا ہے؟ ،، اولگا نے دھیرے سے پوچھا — ''اوپیرا میں کوئی نیا پارٹ؟،،

''نہیں '' گیورگی نے جواب دیا – ''میں خدا حافظ کہنے آیا ہوں – یہ کوئی نیا پارٹ نہیں ہے – فقط وردی نئی ہے –''

''کیا اس دن تمہارا مطلب اس سے تھا؟'' اولگا نے اس کے عہدے کے نشان کی طرف اشارہ کرکے ذرا شرماتے ہوئے کہا – ''جب تم نے کہا تھا کہ : ہم دھرتی پر رہ کر لوہے اور کنکریٹ کے اس پار دشمن کے سینے پر وار کرتے ہیں؟''

''ہاں اسی سے مطلب تھا – اولیا مجھے کوئی گانا سنا دو جو میں اپنے اس دور دراز کے سفر پر اپنے ساتھ لے جا سکوں –''

وہ بیٹھ گیا – اولگا نے اپنا اکارڈین اٹھا لیا –

ہوابازو، بمبارو!
آسمانوں کی بلندیاں چھوتے ہوئے بہادرو!
دور فضاؤں میں پرواز کرنے والے سورماؤ!
تم لوٹ کر کب آؤگے؟
خیر کچھ دیر بھی لگا لو،
پر کبھی نہ کبھی واپس ضرور ہی آؤ –
تم چاہے کہیں بھی ہوں، دھرتی پر یا آکاش پر،
چاہے تم دیس میں ہو یا بدیس میں،
میں یہاں ہمیشہ تمہاری منتظر رہونگی
یہاں تک کہ تمہارے سرخ ستاروں سے
سجے ہوئے پر نمودار ہو جائیں،
پیارے اور ڈراؤنے پر –

''لو سنا دیا'' اولگا نے کہا – ''مگر یہ تو ہوابازوں کے متعلق ہے، میں ٹینک کے دستے والوں کے متعلق کوئی اچھی چیز نہیں جانتی –''

''کوئی حرج نہیں،، گیورگی نے کہا۔ ''لیکن اگر تم سنگیت کے بغیر ھی میرے لئے کوئی اچھا لفظ تلاش کر سکو تو کیا کہنا!»

اولگا صحیح لفظ کی تلاش میں خیالات میں ڈوب گئی اور غور اور خاموشی سے گیورگی کی بھوری آنکھوں میں جھانکنے لگی جو اب ہنس نہیں رہی تھیں۔

* * *

ژینیا، تیمور اور تانیا باغ میں بیٹھے تھے۔

''سنو،، ژینیا نے تجویز پیش کی۔ ''گیورگی جا رہے ھیں۔ کیوں نہ ھمارا پورا دستہ انہیں رخصت کرے؟ چلو نمبر ایک عام طلبی کا سگنل بھیج دیں۔ بڑی ھلچل مچے گی، خوب مزا آئے گا!،،

''نہیں، یہ نہیں کرنا چاھئے،، تیمور نے کہا۔

''کیوں نہیں؟،،

''نہیں، یہ ٹھیک نہیں۔ ھم نے اور کسی کو تو اس طرح رخصت کیا نہیں۔،،

''خیر اگر نہیں کر سکتے تو نہیں کر سکتے،، ژینیا مان گئی۔ ''تم لوگ یہیں بیٹھو میں پانی پی کر آتی ھوں۔،،

وہ چلی گئی تو تانیا کھل کھلا کر ھنس پڑی۔

''کیوں ھنس رہی ھو؟،، تیمور نے پوچھا۔

تانیا اور بھی بےحال ھو کر ھنسنے لگی۔

''یہ ھے ھوشیار لڑکی! ھماری ژینیا تیز بہت ھے؟ کہتی ھے میں پانی پی کر آتی ھوں،!،،

''ھوشیار!،، ژینیا کی آواز جس میں فتح‌مندی کی کھنک تھی، دوچھتی سے سنائی دی۔ ''نمبر ایک عام طلبی کا سگنل شروع ھوتا ھے!،،

''پاگل ہو گئی ہے!،، تیمور کود کر کھڑا ہو گیا ''ابھی سو لڑکے دوڑتے ہوئے آپہنچیں گے! کیا کر رہی ہو تم ؟،،

لیکن بھاری پہیے نے چرچرانا اور گھومنا شروع کر دیا تھا، رسیاں ہلنے اور کھنچنے لگی تھیں: تین دفعہ رسی کھنچی، پھر وقفہ، پھر تین دفعہ، پھر وقفہ! اور سائبانوں کی چھتوں، دوچھتیوں اور مرغی خانوں میں سگنل کی گھنٹیاں، بوتلیں، ٹین کے ڈبے اور جھنجھنے کھٹکھٹانے اور بجنے لگے تھے۔

سو نہیں تو کوئی پچاس لڑکے تو ضرور ہی ہر طرف سے اس جانے پہچانے سگنل کے بلاوے پر باغ میں آن پہنچے۔

''اولیا!،، ژینیا بھاگ کر برساتی میں گئی ''ہم بھی گیورگی کو رخصت کرنے جا رہے ہیں! ہم لوگ کتنے بہت ہیں! دیکھو تو ذرا!،،

''اوہو!،، گیورگی حیران ہوکر چلایا ''تمہارا دستہ تو بہت ہی بڑا ہے۔ اتنا بڑا کہ اسے ٹرین پر سوار کرکے لڑائی کے محاذ* پر بھی بھیجا جا سکتا ہے۔،،

''نہیں ہم نہیں جا سکتے!،، ژینیا نے ٹھنڈا سانس بھرا اور تیمور کے الفاظ دہرائے ''فوج کے تمام افسروں کو حکم ہے کہ سارے بچوں کو نکال باہر کریں'۔ اور کتنی بری بات ہے! میں بھی کچھ نہ کچھ کر ہی سکتی تھی۔ کسی جنگ میں حملے میں حصہ لے سکتی تھی۔ مشین گنیں سامنے کی طرف! نمبر ایک!،،

''شیخی باز نمبر ایک!،، اولگا نے اسے چھیڑا۔ پھر اس نے اپنے اکارڈین کا تسمہ کندھے پر باندھ لیا اور بولی:

''اچھا اگر ہم انہیں رخصت کرنے جا ہی رہے ہیں تو پھر موسیقی کے ساتھ کیوں نہ ہو۔،،

سب کے سب سڑک پر نکل پڑے۔ اولگا اکارڈین بجا رہی تھی اور بوتلوں، ڈبوں، مرتبانوں اور لکڑیوں کا ایک آرکسٹرا آگے آگے چل رہا

تھا — اس نے اکارڈین کی ہم‌نوائی میں ایک مزے مزے کی دھن چھیڑ دی —

وہ ہری ہری سڑکوں سے گزرتے آگے بڑھتے چلے گئے اور ان کی صفیں بڑھتی گئیں — شروع شروع میں تو لوگوں کی سمجھ میں نہ آتا کہ یہ شور وغل اور گانا بجانا کس لئے ہے — مگر جوں ہی انہیں اس کی وجہ بتائی جاتی وہ مسکراتے اور سفر اچھا کٹنے کے لئے اپنی دلی دعائیں ساتھ کر دیتے —

جب وہ لوگ پلیٹ فارم کے قریب پہنچ رہے تھے اسی وقت ایک فوجی ٹرین پاس سے گزری —

آگے کی گاڑیاں سرخ فوج کے سپاہیوں سے بھری ہوئی تھیں — بچوں نے ان کی طرف دیکھ کر ہاتھ ہلائے اور نعرے لگائے — اس کے بعد کھلے چپٹے ڈبے آئے جن میں سبز رنگ کی فوجی گاڑیوں کا ایک پورا جنگل بھرا ہوا تھا — پھر دوسری قسم کے کھلی چھت والے ڈبے تھے، جن میں گھوڑے بھرے ہوئے تھے — وہ اپنی گردنیں ہلا رہے تھے اور سوکھی گھاس کھا رہے تھے — ان کا استقبال بھی ''ہرا،، کے نعروں سے ہوا — اور آخر میں ایک اور چپٹا اور کھلا ڈبہ تھا جس میں بہت بڑی سی، کونے کچولے نکلی ہوئی کوئی چیز رکھی تھی اور اس پر بھورے رنگ کا موم‌جامہ ڈھکا ہوا تھا — اس کے پاس ایک سنتری کھڑا تھا — ٹرین کی حرکت کے ساتھ ساتھ وہ بھی ہل رہا تھا —

فوجی گاڑی نظروں سے اوجھل ہو گئی اور مسافروں کی گاڑی داخل ہوئی — تیمور نے اپنے چچا کو خدا حافظ کہا —

اولگا گیورگی کے پاس گئی —

''اچھا، خدا حافظ!،، اس نے کہا — ''کیا بہت دن کے لئے جا رہے ہو؟،،

گیورگی نے سر ہلا دیا اور اولگا کا ہاتھ زور سے بھینچ لیا —

''مجھے نہیں معلوم — جو قسمت میں لکھا ہے وہی ہوگا!،،

ریل کی سیٹی بجی — آرکسٹرا گونجا — ٹرین چل پڑی —

اولگا محو خیال خاموش کھڑی تھی۔

ژینیا کی آنکھوں میں مسرت کی چمک تھی اور اسے خود بھی نہیں معلوم تھا کہ ایسا کیوں ہے۔

تیمور کے دل پر اثر تھا لیکن اس نے اپنے جذبات کو چھپائے رکھا۔

”ھوں!“ اس نے ذرا بدلی ہوئی آواز میں کہا۔ ”اب میں خود ہی اکیلا ہوں۔“ اور اپنے کندھے سیدھے کرکے کہنے لگا ”خیر کل میری ماں آ جائیں گی۔“

”اور میں؟“ ژینیا چلائی۔ ”اور یہ سب؟“ اس نے تیمور کے ساتھیوں کی طرف اشارہ کیا۔ ”اور یہ“ اس نے تیمور کے سرخ ستارے کی طرف اشارہ کیا۔

”فکر نہ کرو!“ اولگا نے آخرکار عالم خیال سے نکل کر کہا۔ ”تم نے ہمیشہ دوسروں کا خیال کیا ہے اور اب وہ سب تمہارا خیال کریں گے۔“

تیمور نے سر اٹھایا۔

وہ ایک سیدھا سادا اور پیارا لڑکا تھا، اس نے وہی جواب دیا جس کی اس سے توقع کی جا سکتی تھی۔

اس نے اپنے ساتھیوں پر ایک نظر ڈالی، مسکرایا اور کہا:

”میں دیکھتا ہوں کہ سب خوش ہیں۔ سب مطمئن ہیں۔ سو میں بھی مطمئن ہوں!“



پڑھنے والوں سے

بدیسی زبانوں کا اشاعت گھر آپ کا بہت احسان مند ہوگا اگر آپ ہمیں اس بارے میں اپنی رائے لکھ کر بھیجیں کہ اس کتاب کا نفس مضمون اور ترجمہ کیسا ہے، اس کی شکل صورت اور طباعت کیسی ہے اور یہ کہ آپ اور کیا چاہتے ہیں —

ہمارا پتہ: زوبوفسکی بلوار، نمبر ۲۱
ماسکو سوویت یونین

